﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19 — جمعۃ المبارک 20/جنوری 2012ء — 26/صفر 1433 ہجری قمری ❁ 20/صلح 1391 ہجری شمسی — شمارہ 03

راز امانت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی شخص بات کرکے پلٹ جائے تو وہ بات امانت ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب نقل الحدیث نمبر 209)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ اکتوبر 2011ء

ناکسکو (ڈنمارک) سے ہمبرگ (جرمنی) کے لئے روانگی۔ مسجد بیت الرشید ہمبرگ میں ورود مسعود و استقبال۔ تقریب آمین۔

Vechta میں ''مسجد بیت القادر'' کے سنگ بنیاد کی تقریب

آج آپ کی مسجد کے، آپ کے اس روحانی گھر کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر مجھے یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ مَیں آپ کو شہر Vechta کے رہنے والے لوگوں کی طرف سے سلام پیش کر رہا ہوں۔ آپ اپنی مسجد کی تعمیر سے لوگوں کو بڑی فراخدلی کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر Vechta کے ڈپٹی میئر کا ایڈریس)

یہ مسجد جو بن رہی ہے ''مسجد بیت القادر'' اس کا نام رکھا گیا ہے۔ آج دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مساجد بڑی تیزی سے تعمیر ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں جہاں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں، ہماری مساجد کو مسجد کہنے سے روکا جا رہا ہے، بعض جگہ مساجد گرائی جا رہی ہیں، بعض جگہ مسجد کو مسجد کی شکل دینے سے منع کیا جا رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ جلوے دکھا رہی ہے۔ قادر کے کاروبار اس طرح بھی نمودار ہو رہے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعداد ہر سال بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

(مسجد بیت القادر کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضورانور کا خطاب)

Vechta سے اوسنابروک کے لئے روانگی۔ مسجد بشارت اوسنابروک میں ورود مسعود، والہانہ استقبال۔ اوسنابروک سے نن سپیٹ ہالینڈ کے لئے روانگی اور نن سپیٹ میں ورود مسعود

(ڈنمارک، جرمنی اور ہالینڈ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

10/اکتوبر 2011ء بروز سوموار:

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الحمد'' ناکسکو میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے گئے۔

ناکسکو (ڈنمارک) سے ہمبرگ (جرمنی) کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ڈنمارک کے شہر Nakskov سے واپس ہمبرگ (جرمنی) کے لئے روانگی تھی۔ صبح سوا دس بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ سے باہر تشریف لائے اور اس موقعہ پر موجود احباب کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ سے نوازا۔ البانین فیملیز بھی اس موقعہ پر اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھیں۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دس بج کر بیس منٹ پر ڈنمارک کی بندرگاہ Rodby کے لئے روانگی ہوئی۔

پولیس کی سپیشل برانچ کے افسر جو کل دوپہر سے اپنی سیکیورٹی کی ڈیوٹی پر مامور تھے، صبح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بندرگاہ تک آئے اور حضورانور کو روانہ کر کے پھر واپس گئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ دس بج کر 45 منٹ پر بندرگاہ پر پہنچے۔ اور دس بج کر 55 منٹ پر Scandeline کی فیری Prinsesse Benedikte میں سوار ہوئے۔ فیری اپنے وقت پر گیارہ بجے جرمنی کی بندرگاہ Puttgarten کے لئے روانہ ہوئی۔

قریباً 45 منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بج کر 45 منٹ پر فیری Ferry جرمنی کی پورٹ Puttgarten پر لنگر انداز ہوئی اور پانچ منٹ کے وقفہ کے بعد قافلہ کی گاڑیاں فیری سے باہر آئیں۔ بندرگاہ پر امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی حیدر علی ظفر صاحب، الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری اور صدر خدام الاحمدیہ مظفر عمران صاحب خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضورانور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

جونہی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی بندرگاہ سے باہر آئی۔ امیر صاحب جرمنی کی گاڑی نے قافلہ کو Escort کیا اور یہاں سے ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ خدام الاحمدیہ جرمنی کی سیکیورٹی ٹیم کے بارہ خدام حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ ناکسکو (ڈنمارک) سے ایک روز قبل ہمبرگ سے ڈنمارک چلے گئے تھے اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ ناکسکو کے دوران خدام الاحمدیہ ڈنمارک کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ مل کر بڑی مستعدی سے دن رات سیکیورٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔ جرمنی کے ان خدام کی گاڑیاں بھی ناکسکو سے ہمبرگ واپسی پر قافلہ کے ساتھ تھیں۔ اسی طرح امیر صاحب ڈنمارک محمد زکریا خان صاحب، مبلغین سلسلہ ڈنمارک نعمت اللہ بشارت صاحب اور محمد اکرم محمود صاحب، نیشنل عاملہ کے ممبرز رضوان اشرف صاحب سیکرٹری مال، محمد اشرف صاحب ایڈیشنل سیکرٹری مال اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ ڈنمارک مع اپنی سیکیورٹی ٹیم کے ناکسکو سے ہمبرگ جرمنی تک قافلہ کے ساتھ تھے۔

مسجد بیت الرشید ہمبرگ میں آمد

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دوپہر دو بج کر دس منٹ پر ''بیت الرشید'' ہمبرگ میں تشریف آوری ہوئی۔

جہاں احباب جماعت ہمبرگ مردوخواتین اور بچے بچیوں کی بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ مرد احباب نے پُرجوش اور والہانہ انداز میں نعرے بلند کئے۔ بچوں اور بچیوں نے دعائیہ اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ ہر چھوٹا بڑا اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ حالانکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمبرگ میں چھ دن قیام کر کے صرف ایک دن کے لئے ڈنمارک گئے تھے اور ایک روز کے وقفہ کے بعد واپس ہمبرگ تشریف لائے تھے لیکن احباب جماعت ہمبرگ نے جس بھرپور طریق سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اس سے یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک لمبے عرصہ کے بعد ہمبرگ میں حضور انور کی آمد ہوئی ہے۔ بیت الرشید کا بیرونی احاطہ مردوخواتین اور بچوں بچیوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بج کر 25 منٹ پر بیت الرشید میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب ڈنمارک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے واپس ڈنمارک جانے کی اجازت چاہی اور اپنے وفد کے ساتھ شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

پروگرام کے مطابق چھ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید میں تشریف لائے جہاں نیشنل مجلس عاملہ لوکل امارت ہمبرگ، ہمبرگ کے حلقہ جات کے صدران، شعبہ عمومی، شعبہ ایم ٹی اے، شعبہ ضیافت اور حفاظت خاص و دیگر شعبوں نے مختلف گروپس کی صورت میں حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تصاویر کے پروگرام کے بعد سات بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت مکرم ندیم احمد صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب اور مکرم آصف ملک صاحب کے گھروں میں کچھ دیر کے لئے تشریف لے گئے۔

سات بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس بیت الرشید تشریف لے آئے اور اپنے دفتر تشریف فرما ہوئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

تقریب آمین

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید تشریف لائے اور تقریب آمین کا پروگرام ہوا۔ درج ذیل 18 خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔

عزیزم مبارث احمد، عادل احمد طور، شویز احمد، فضیل کمال، آکاش احمد، نبیل احمد، باسل احمد محمود، امن احمد اختر، تکریم احمد مرزا، خاقان احمد، فاران احمد ابن قیصر احمد باجوہ، آصف نوید، حسان احمد سلام، انتصار احمد سندھو، ایشان احمد بٹ، فاران احمد ابن احمد حسن، برہان محمود، رحمٰن بٹ۔ عزیزہ آنوش احمد، سلمانہ اریبہ الدین، ماہ رُخ، لاریب اختر، دعا احمد، عروج احمد، حمنہ احمد، ماریہ ثناء، عالیہ بٹ، عائشہ قدسیہ سندھو، جاذبہ بٹ، نورم کمال اور عمّارہ جاوید۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ نیز حضور انور نے فرمایا: میں نے اَور جگہ بھی آمین کروائی ہے، ناروے میں بھی ہوئی ہے۔ وہاں بچوں اور بچیوں دونوں نے بہت اچھا قرآن کریم پڑھا ہے۔ تلفظ اور ادائیگی دونوں بہت اچھی تھیں اور خوش الحانی بھی اچھی تھی۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ قرآن پڑھ کر ختم کر لیا بلکہ روزانہ اس کی تلاوت ہونی چاہئے۔ اس طرف توجہ دیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

ناکسکو کے اخبار میں حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ کی خبر

آج ناکسکو (ڈنمارک) کے ایک اخبار Folktidende نے اپنی 10/اکتوبر 2011ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر شائع کر کے، حضور انور کی ناکسکو میں آمد کی خبر دی اور لکھا کہ:

"خلیفۂ وقت ناکسکو وزٹ کر رہے ہیں"

11/اکتوبر 2011ء بروز منگل:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے "مسجد بیت الرشید" میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہمبرگ سے Vechta کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ہمبرگ سے Vechta کے لئے روانگی تھی۔ وہاں مسجد کے سنگ بنیاد کے پروگرام کے بعد جماعت Osnabruk سے ہوتے ہوئے نن سپیٹ ہالینڈ کے لئے روانگی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح دس بج کر 45 منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ بیت الرشید کا بیرونی احاطہ احباب جماعت مردوخواتین اور بچوں بچیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف خدام کا گروپ الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہا تھا تو دوسری طرف بچیاں کورس کی صورت میں دعائیہ نظم "جاتے ہو میری جاں خدا حافظ و ناصر" پیش کر رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً بیس منٹ تک احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ اس دوران بعض جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ خواتین مسلسل شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت مرد احباب کے سامنے سے گزرتے ہوئے بیرونی گیٹ تک تشریف لے گئے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ پھر خواتین کی طرف تشریف لائے جو ایک علیحدہ حصہ میں کھڑی تھیں اور ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ گیارہ بج کر پانچ منٹ پر بیت الرشید ہمبرگ سے Vechta کے لئے روانہ ہوا۔

Vechta میں تشریف آوری اور مسجد "بیت القادر" کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب

ہمبرگ سے Vechta کا فاصلہ 180 کلومیٹر ہے۔ قریباً سوا دو گھنٹے کے سفر کے بعد ایک بج کر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Vechta میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں مقامی احباب جماعت مردوخواتین اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ بچے اور بچیاں بلند آواز میں دعائیہ اور استقبالیہ گیت پڑھ رہے تھے۔ احباب نے نعرے بلند کئے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ریجنل امیر مبشر احمد صاحب، لوکل صدر جماعت محمد اشرف صاحب اور معلّم سلسلہ مشہود احمد طور صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مارکی میں تشریف لے آئے جہاں تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم محمد طارق صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ جبکہ بعد ازاں طلحہ احمد بٹ صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

Vechta کے ڈپٹی میئر کا ایڈریس

اس کے بعد ڈپٹی میئر Vechta، Claus Dalinghaus صاحب، نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا: گزشتہ سال 3/اکتوبر کو جرمنی کے وزیراعظم نے ایک بیان دیا تھا جو بالکل حقیقت پر مبنی تھا کہ اسلام جرمنی کا باقاعدہ حصہ بن چکا ہے۔ شہر Vechta میں اس کی تصدیق سڑکوں پر بنائی گئی مختلف مساجد کر رہی ہیں اور آج کا یہ دن بھی جب کہ آپ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے، وزیراعظم کے بیان کی تصدیق کر رہا ہے۔

موصوف نے کہا: آج آپ کی مسجد کے، آپ کے اس روحانی گھر کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر مجھے یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ مَیں آپ کو شہر Vechta کے رہنے والے لوگوں کی طرف سے سلام پیش کر رہا ہوں۔ شہر Vechta میں دنیا کے مختلف اقوام اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں مثلاً ترکی، رشین اور دیگر اقوام کے بھی۔ ان سب نے ادھر ایک امن کا معاشرہ قائم کیا ہوا ہے۔

موصوف نے کہا: آپ کے یہاں مسجد بنانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو معاشرہ میں شامل کرتے ہوئے، معاشرہ کا حصہ بنتے ہوئے ادھر مستقل رہائش رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی مسجد کی تعمیر سے لوگوں کو بڑی فراخدلی کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں اور جرمنی کے ہر ایک رہنے والے کے ساتھ بات چیت کے لئے اپنا دروازہ کھول کر رکھتے ہیں۔

1997ء سے جرمنی میں بہت ساری مساجد نے اپنے دروازے عوام کے لئے کھول رکھے ہیں۔ اس طرح آپس میں پہچان بڑھتی ہے اور ایک دوسرے کے لئے عزت واحترام بڑھتا ہے جس کی وجہ سے ایک پُرامن معاشرہ پیدا ہوتا ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی ایسا کریں گے اور وقت ہوا تو مَیں خود بھی آپ کے اس طرح کے پروگراموں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔

موصوف ڈپٹی میئر نے آخر پر کہا کہ آپ کی آج کی دعوت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور جماعت کو اپنی نیک تمنائیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

امیر صاحب جرمنی کی تقریر

میئر کے ایڈریس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور Vechta شہر کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ شہر وفاقی سٹیٹ Niedersachsen کے مغرب میں 32 ہزار کی آبادی پر مشتمل شہر ہے۔ اس شہر کی تاریخ گیارھویں صدی میں جا ملتی ہے جب شمالی جرمنی کے داخلی راستوں میں سے ایک راستہ پر قلعہ تعمیر کیا گیا۔ اس قلعہ کے اردگرد پھر آہستہ آہستہ لوگ آکر آباد ہونا شروع ہوئے۔ سولہویں صدی میں چند حملوں اور تیس سالہ جنگ اور اس کے علاوہ ایک مرتبہ ایک وسیع پیمانہ پر لگنے والی آگ نے اس شہر کے وسیع حصہ کو تباہ کر دیا۔ اس کے باوجود Vechta شہر کے باسیوں نے اسے پھر سے آباد کیا۔ یہ شہر ایک لوک میلہ کی وجہ سے بھی مشہور ہے جو 1924ء سے ہر سال موسم گرما میں یہاں منعقد کیا جاتا ہے۔

اس شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام 1986ء میں ہوا۔ آغاز میں جماعت کے ممبران کی تعداد صرف چھ تھی۔ شروع سے ہی یہاں کی جماعت تبلیغی پروگراموں، تبلیغی مجالس کے انعقاد اور بک سٹال لگانے میں بہت فعال ہے۔ اس جماعت میں تین جرمن احباب کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔

موجودہ پلاٹ جون 2010ء میں خریدا گیا۔ اس پلاٹ کا رقبہ 1.998 مربع میٹر ہے اور 55 ہزار یورو میں خریدا گیا۔ امسال 2011ء میں شہر کی انتظامیہ نے یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت دی ہے۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب سے خطاب فرمایا۔

Vechta میں مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمد للہ کہ آج جماعت Vechta کو مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ مَیں ڈپٹی میئر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مسجد کے مقصد، ایک حقیقی مسلمان کے مقصد اور ایک حسین معاشرے کی تصویر اپنے ایڈریس میں کھینچ دی۔ وہ باتیں جو مسجد کے بارہ میں مجھے کہنی چاہئے تھیں وہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ لگتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کی جماعت کا ایک اچھا اثر ان لوگوں پر قائم ہے۔ اور یہی چیز ہے جس نے ان کو مجبور کیا ہے کہ آپ کو ایک اچھے علاقہ میں اور اچھی قیمت پر مسجد بنانے کے لئے زمین مہیا کر دیں۔

میئر صاحب نے یہ بھی کہا کہ تمام اچھی باتیں ایک دوسرے کی، ایک اچھے ماحول میں ہمیں لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور مسلمان تو ہے ہی وہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ہر اچھی چیز مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس قطع نظر اس کے کہ ایک اچھی چیز، ایک اچھی بات کس کی طرف سے مل رہی ہے، کس کے منہ سے نکل رہی ہے، وہ فوری طور پر ایک حقیقی مومن کو لینی چاہئے، اس کو اختیار کرنا چاہئے۔ تبھی ایک مومن نیکیوں میں بھی بڑھ سکتا ہے اور نیکیوں میں بڑھنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے قریبی تعلق بھی اس کا پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ مسجد جو بن رہی ہے "مسجد بیت القادر" اس کا نام رکھا گیا ہے۔ آج دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مساجد بڑی تیزی سے تعمیر ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں جہاں احمدیوں پر ظلم

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاهر نديم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر179

مکرم محمد القادری صاحب

ابتدائی حالات اور ہجرت

میری پیدائش مراکش کے شہر مکناس میں 3رنومبر 1947ء کو ہوئی۔ میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو بظاہر نماز روزہ کا پابند تھا لیکن علم ومعرفت سے عاری تھا۔ اسی ماحول اور پس منظر میں بچپن اور جوانی کے کئی سال گزرے حتی کہ 1970ء میں مَیں فرانس آ گیا۔ یہاں بھی میں نے نماز روزہ کی پابندی جاری رکھی۔ فرانس میں متعدد سالوں تک مجھے دیگر ہجرت کر کے آنے والوں کے ساتھ ایک ہوٹل نما جگہ میں رکھا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہی میرے دل میں خیال گزرا کہ ہمارا نماز کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ہونا چاہئے۔ ہم نے کوشش کی تو خدا کے فضل سے ہمیں ادائیگی نماز کے لئے الگ کمرہ مل گیا اور تمام دوستوں کے اتفاق سے مجھے امام الصلوٰۃ بنالیا گیا۔ یوں تقریباً پانچ چھ سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اکتوبر 1976ء میں میری شادی ہوگئی اور 1977ء میں میری بیوی بھی فرانس آ گئی جس کے بعد میں اس ہوٹل نما جگہ سے نکل کر ایک علیحدہ گھر میں منتقل ہوگیا۔ پھر 1978ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حج کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

دینی حالت

میں بھی دیگر مسلمانوں کی طرح اس بات کا قائل تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اسی طرح امام مہدی بھی اس امت کے نجات دہندہ کے طور پر مبعوث ہوں گے۔ نیز یہ کہ قربِ قیامت میں ایک کانا دجال ظاہر ہوگا جو لوگوں کو مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہوگا۔ نیز آسمان سے کہے گا کہ بارش برسا تو وہ بارش برسانے لگے گا۔ اور زمین کو کہے گا کہ اپنے خزائن نکال تو وہ اپنے خزانے اس کے حوالے کردے گی۔ وہ جنت ودوزخ اپنے ساتھ لئے پھرے گا لیکن جو اس کی پیروی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ جنت کا وارث ٹھہرے گا۔ اس عرصہ میں مَیں نے کبھی احمدیت کے بارہ میں کچھ نہیں سنا تھا۔

دجّال کے بارہ میں مختلف خیالات پر تبصرہ

دجّال کے بارہ میں احادیث کو ان کے ظاہری الفاظ پر محمول کرنے کی وجہ سے بعض مسلمان نہ صرف ایک عجیب وغریب محیر العقول چیز کے انتظار میں ہیں بلکہ ان روایات کو ظاہر پر حمل کرنے کی وجہ سے کئی قسم کے متضاد عقائد رکھتے ہیں، مثلاً یہ کہ:

ایک طرف یہ اعتقاد کہ دجّال گویا خدائی کا دعویٰ کرے گا اور مارنے اور زندہ کرنے کی قوت رکھتا ہوگا۔ دوسری طرف یہ عقیدہ ہے کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر ظاہری طور پر یہ ماننا ہے کہ دجال کے پاس کئی خدائی طاقتیں آ جائیں گی تو پھر یہ دجال تمام تر طاقتوں کے باوجود اپنی کانی آنکھ کیوں نہیں ٹھیک کر سکے گا؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو ان کے عقیدہ کے مطابق دجّال اتنا قوی ہوگا کہ مُردوں کو زندہ کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہوگا اور دوسری طرف اتنا ضعیف کہ اپنی ایک کانی آنکھ بھی نہ ٹھیک کر سکے گا۔

پھر ایک طرف یہ اُس حدیث پر بھی ظاہری رنگ میں ایمان رکھتے ہیں کہ دجال مکہ ومدینہ میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ دوسری طرف یہ ظاہر پرست ایک روایت کی بنا پر یہ ماننے پر بھی مجبور ہیں کہ دجال اور مسیح علیہ السلام دونوں کعبہ کا طواف کریں گے۔ اب اگر ظاہری معنے ہی مراد لینے ہیں تو کیا دجّال بھی نیک اور صالح انسان ہوگا جو مسیح کی طرح کعبہ کا طواف کرے گا؟!

اسی طرح ایک طرف یہ عقیدہ کہ وہ دجّال ایک ایسے عدیم النظیر دیو قامت اور عجیب الخلقت گدھے پر سوار ہوگا اور اس کے ساتھ زمین کے خزانے اور غذا کے پہاڑ ہوں گے۔ دوسری طرف یہ بھی ماننے پر مجبور ہیں کہ ایک شخص ابن صیاد کے بارہ میں بعض صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں ہی کی روشنی میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ دجّال ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ابن صیاد کے پاس گئے اور کئی سوالوں کے ذریعہ اس کا امتحان لے کر فرمایا کہ یہ دجال نہیں ہے۔ اگر دجال سے مراد واقعی کوئی دیو مالائی محیر العقول اور عجیب الخلقت وجود ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ابن صیاد کے پاس نہ جاتے۔ بلکہ یہی فرماتے کہ نہ ابن صیاد خود ایسا ہے، نہ ہی اس کے پاس عجیب الخلقت گدھا ہے، نہ اس کے پاس زمین کے خزانے ہیں نہ غذا کے پہاڑ ہیں لہٰذا اس کے دجال ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کا ابن صیاد کے پاس جانا اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ دجال کے بارہ میں جو پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں وہ استعارے ہیں اور انکی تعبیر سمجھنی چاہئے نہ کہ ان کو ظاہر پر محمول کر کے کسی عجیب وغریب مخلوق کا انتظار کرنا چاہئے۔

حَکم عدَل کا فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر مختلف پیرائے میں روشنی ڈالی اور مفصل طور پر اس کی تشریح وتوضیح فرمائی۔ ایک جگہ آپ دجال کے بارہ میں اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

’’کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر لفظوں سے نکلتا ہے اس موحدانہ تعلیم کے موافق ومطابق ہے جو قرآن شریف ہمیں دیتا ہے؟ کیا صدہا آیات قرآنی ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ناطق نہیں سُناتیں کہ کسی زمانہ میں بھی خدائی کے اختیارات انسان ھالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت کو حاصل نہیں ہوسکتے؟ کیا یہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید پر ایک سیاہ دَھبّہ نہیں لگاتا؟ تعجب کہ ایک طرف ہمارے بھائی موحدین اس بات کی شیخی مارتے ہیں کہ ہم نے شرک سے بکلّی کنارہ کیا ہے اور دوسرے لوگ مشرک اور بدعتی اور ہم موحّد اور متبع سُنت ہیں اور ہر ایک کے آگے بکمال فخر اپنے اس موحّدانہ طریق کی ستائش اور تعریف بھی کرتے ہیں۔ پھر ایسے پُر شرک اعتقادات اُن کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں کہ ایک کافر حقیر کو اُلوہیت کا تمام تخت وتاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو اپنی عظمتوں اور قدرتوں میں خدائے تعالیٰ کے برابر سمجھ لیا ہے۔ اولیاء کی کرامات سے منکر ہو بیٹھے ......لیکن دجّال ملعون کی نسبت کھلے کھلے طور پر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ملک الموت کیا تمام ملائک اور سارے فرشتے زمین وآسمان کے جو آفتاب اور ماہتاب اور بادلوں اور ہواؤں اور دریاؤں وغیرہ پر مؤکل ہیں سب اس کے حکم کے تابع ہوجائیں گے اور بکمال اطاعت اُس کے آگے سجدہ میں گریں گے۔ سوچنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے؟۔ کچھ انتہاء بھی ہے؟ افسوس کہ اِن لوگوں کے دلوں پر کیسے پردے پڑ گئے کہ انہوں نے استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے ایک طوفان شرک کا برپا کردیا ہے اور باوجود قرائن قویہ کے اِن استعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت میں قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لے کر کھڑا ہے۔‘‘

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد3 ص215-216)

اگر ان روایات میں موجود امور کو استعارہ یا مکاشفات قرار دیا جائے تو ان کی مناسب تأویل وتعبیر درست نتیجہ تک پہنچا سکتی ہے جس کا مفصل ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں موجود ہے۔

جماعت احمدیہ سے تعارف

اس تبصرہ کے بعد ہم دوبارہ مکرم محمد القادری صاحب کی طرف لوٹتے ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ:

ایک عرصہ گزرنے کے بعد میں ایک دن ٹی وی پر مختلف چینلز چیک کررہا تھا۔ مختلف چینلز میں جب مجھے ایم ٹی اے ملا تو اس پر اس وقت لقاء مع العرب پروگرام لگا ہوا تھا۔ مجھے اس وقت کی جانے والی بات میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ یوں مَیں روزانہ اس چینل کو دیکھنے لگا۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے نکات معرفت اور علم وعرفان نے بہت متاثر کیا۔ ایک دن مجھے پتہ چلا کہ یہ تو امام مہدی کو ماننے والے لوگ ہیں۔ نیز یہ جان کر بہت صدمہ ہوا کہ امام مہدی آئے اور آکر چلے بھی گئے اور ہمیں کوئی خبر ہی نہ ہوئی۔ بہر حال اس بات نے مجھے مزید تجسس میں مبتلا کر دیا اور میں نے مزید جاننے کی غرض سے زیادہ توجہ سے اس چینل کو دیکھنا شروع کردیا۔

جماعت سے رابطہ

مجھے علمی لحاظ سے لقاء مع العرب کے پروگراموں سے گرانقدر فائدہ پہنچا۔ یہ مفاہیم اور طرز فکر میرے قلب وروح میں سماتا چلا گیا۔ اور اسی نے مجھے بالآخر لندن میں جماعت کے مرکز میں فون کے ذریعہ رابطہ کرنے پر مجبور کردیا۔ وہاں سے مجھے فرانس میں مرکزِ جماعت کا ایڈریس اور ایک دوست مبشر احمد صاحب کا ٹیلی فون نمبر بھی ارسال کردیا گیا۔ یوں میرا فرانس میں جماعت کے مرکز سے رابطہ ہوگیا۔ پھر ایک دن مکرم مبشر احمد صاحب جماعت کے کچھ دوستوں کے ساتھ مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ میں نے ان کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ وہ میرے لئے جماعتی کتب اور لٹریچر بھی لے کر آئے۔ نیز ان سے گفتگو کے دوران میں اپنے بعض سوالات کے جواب پا کر بہت خوش ہوا۔

خلیفۂ وقت کی زیارت

مَیں فرانس کے احمدی احباب کے ساتھ رابطہ میں رہا یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ جرمنی میں جماعت کا جلسہ ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے جرمنی جانے کی تیاری کی اور افراد جماعتِ فرانس کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے چلا گیا۔ یہ 1992ء کا جلسہ سالانہ تھا۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں دیگر امور کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پُرکشش شخصیت کو سامنے دیکھ کر مَیں کسی اور ہی دنیا میں چلا گیا۔ اس قدر نورانی چہرہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں تو جیسے اس نور کے سامنے بے خود سا ہو کر رہ گیا تھا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ وقت کی کمی کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی قریب سے صرف زیارت ہی ہو پائی جبکہ آپ سے بات کرنے اور مصافحہ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ تاہم اس عقیدت کے جذبات سے لبریز اس زیارت کے بعد مجھے احساس ہوا کہ بے اختیاری کی کیفیت میں میرے کس قدر آنسو گرے ہیں۔ وہ ایک عجیب حالت تھی جس کی لذت آج بھی مجھے محسوس ہوتی ہے۔

اس کیفیت میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آئی جس میں بعض صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم جب آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو رقت غالب ہوتی ہے۔ پھر جب اس مجلس سے جاتے ہیں تو ہمارے دلوں کی وہ حالت قائم نہیں رہتی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسے ہی رہو تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے لگیں۔ میری بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔

السَّلام السَّلام کی صدائیں

جلسہ سالانہ جرمنی میں مَیں نے دیکھا کہ اسلامی طریق پر عورتوں کا جلسہ میں علیحدہ انتظام ہے اور مردوں میں ہر آنے جانے والا السلام علیکم، السلام علیکم کہتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے اپنا ایک رؤیا یاد آ گیا جو میں نے اس وقت دیکھا تھا جب میں نے ابھی احمدیت کے بارہ میں سنا تک نہ تھا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک گھر میں داخل ہوتا ہوں تو ایک عورت میرے لئے دروازہ کھولتی ہے اور مجھے بہت مؤدب اور پرحشمت طریق پر خوش آمدید کہہ کر اندر آنے کو کہتی ہے۔ گھر کے اندر کئی عورتیں موجود ہیں جو مجھے السلام السلام کہنا شروع کر دیتی ہیں۔ جب میں اس عورت سے جس نے میرے

لئے دروازہ کھولا تھا سلام کرتے ہوئے ہاتھ ملانا چاہتا ہوں تو وہ مجھے کہتی ہے کہ ہم مردوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتیں۔ لیکن وہ میرے وہاں آنے سے بہت خوش ہیں۔

جب میں جاگا تو مجھے ان پاک سیرت اور عفت وطہارت کی مجسم تصویروں کے درمیان اپنی موجودگی کی کوئی سمجھ نہ آئی۔ لیکن جلسہ سالانہ میں یہ منظر جب میرے سامنے آیا تو مجھے اپنے رؤیا کی سمجھ آ گئی اور مَیں قلبی طور پر احمدیت کی صداقت کا قائل ہوگیا۔

بیعت

اس کے بعد مختلف مبشر خوابوں کی بنا پر میرے دل میں اس جماعت اور اس کے خلیفہ کی محبت جا گزیں ہوگئی اور مَیں دل سے تو ایمان لے آیا تھا لیکن خواہش تھی کہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بیعت ہو۔ لہٰذا جب حضورؒ 1994ء میں فرانس تشریف لائے تو مجھے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

اس کے بعد حضور انورؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1995ء یا 1996ء کے موقع پر اپنے ایک خطاب میں خاکسار کی بیعت کا ذکر فرمایا جسے مَیں اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر سن رہا تھا۔ اس وقت حضور انور کی زبان مبارک سے اپنا ذکر سن کر تشکر کے جذبات امڈ آئے۔

پاک تبدیلی

بیعت کے بعد تو میری زندگی بالکل بدل گئی۔ قبل ازیں مَیں قرآن کریم پڑھا کرتا تھا لیکن کبھی اس میں تدبر کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مَیں نے تدبر کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ شروع کردیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی عربی کتب اور تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو علم ومعرفت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر مل گیا۔ یہی صحیح اسلام کا روشن چہرہ تھا جس کا شعار ہے کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ میں ان کتب کا جس قدر مطالعہ کرتا اسی قدر میرے دل میں اسلام اور احمدیت کی محبت بڑھتی جاتی۔ الغرض ایک عجیب روحانی کیفیت میسر آئی جس سے قبل ازیں مَیں ناآشنا تھا۔

ایک عظیم انسان کی وفات

اپریل 2003ء کی بات ہے کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ کسی عظیم انسان کی وفات ہوگئی ہے اور لوگوں کا بڑا ہجوم جنازہ کے لئے جمع ہے۔ چنانچہ میں نے بھی ان کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی۔

صبح بیدار ہو کر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ان دنوں کسی عظیم انسان کی وفات ہونے والی ہے۔ چند دن کے بعد اچانک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی خبر ملی۔ إِنَّا للّٰہ وإِنَّا إلیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مسندِ خلافت پر فائز فرما کر جماعت پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور انور کی عمر اور امر میں برکت عطا فرمائے۔

جب حضور انور خلافت کے بعد پہلے دورہ پر فرانس تشریف لائے تو خاکسار کو حضور انور سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

زیارت حضرت مسیح موعودؑ

مجھے گزری ہوئی زندگی پر افسوس ہوتا تھا کہ ہم تو مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے بے خبر ہی رہے اور پہلے آپ کے بارہ میں نہ علم ہوا۔ اور نہ قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اس احساس کی تسکین کے لئے مجھے 2000ء میں ایک رؤیا دکھایا جو کچھ یوں تھا:

میں نے دیکھا کہ ایک بڑی مسجد ہے جو لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس کا اس طرح کا منبر نہیں ہے جس طرح عرب ممالک میں بڑی مسجد کا اونچا منبر ہوتا ہے اور امام اس کے اوپر جا کر خطاب کرتا ہے، بلکہ اس مسجد کا سٹائل ہماری احمدیہ مساجد کی طرح ہے۔ مَیں اس مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امامت کے لئے مصلّے پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کا رنگ گندمی ہے اور چہرہ مبارک پر حزن کے آثار نمایاں ہیں۔ آپ دائیں بائیں دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ لیکن جونہی مَیں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اہل وعیال کی بیعت

خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جب مَیں نے اپنی اہلیہ اور بچوں سے احمدیت کے بارہ میں بات کی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور اب وہ بفضلہٖ تعالیٰ مخلص احمدی ہیں۔

......☆......☆......☆......

مکرم محمد القادری صاحب فرانس کی ایک مقامی جماعت کے صدر ہیں۔ نہایت مخلص، دعا گو، عاجزی اور انکساری کی مثال ایک بزرگ شخصیت ہیں۔ ان سے مل کر اسلامی اخوت کی حلاوت کا احساس ہوتا ہے۔ چند ماہ قبل خاکسار کو فرانس میں قادری صاحب نے بڑی محبت سے اپنے گھر بلایا۔ وہاں ہم نے ان کا وہ کمرہ بھی دیکھا جہاں وہ رات اور دن کا اکثر حصہ گزارتے ہیں۔ انہیں اس وقت گھٹنوں کے درد کا عارضہ لاحق ہے اس لئے گھر میں ہی رہتے ہیں اور زیادہ تر وقت عبادت اور دینی امور کی انجام دہی میں گزارتے ہیں۔

ان کے کمرے میں ایک طرف مصلّی بچھا ہوا تھا اور بیڈ کے ساتھ ٹیبل پر قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منتخب تحریرات پر مبنی عربی کتاب ’’الخزائن الدفینۃ‘‘ پڑی ہوئی تھی۔ اسی طرح کمرہ کی الماری میں دیگر جماعتی کتب بھی موجود تھیں۔ خاکسار کے پوچھنے پر انہوں نے بڑی ہچکچاہٹ کے بعد بتایا کہ اب میرا یہی شغل رہ گیا ہے کہ اکثر روزہ رکھتا ہوں اور تہجد ونوافل کے علاوہ باقی وقت مَیں قرآن کریم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور تفسیر کبیر پڑھتا رہتا ہوں۔

محترم قادری صاحب جیسے کتنے ہی ایسے افراد ہیں جنہوں نے احمدیت کی آغوش میں آ کر ایک ایسی پاکیزہ تبدیلی پیدا کی کہ ان کی نمازیں، عبادتیں اور اعمال صالحہ میں ایک عجیب محویت اور اخلاص کا رنگ نمایاں ہوگیا۔ یہ وہ اعلیٰ روحانی انقلاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر پیدا فرمایا ہے۔

(باقی آئندہ)

مناجات

بھریں گے درد وہ آہ و فغاں میں
جو لرزہ طاری کردے آسماں میں
نہیں اپنا سوا اس کے جہاں میں
وہی لے گا ہمیں اپنی اماں میں
’’نہاں ہم ہوگئے یار نہاں میں‘‘

ہمیں طوفانِ غم نے آن گھیرا
کہ ہر سو بربریت کا ہے ڈیرا
محافظ بن گیا ہے خود لٹیرا
خدایا آسرا ہے ہم کو تیرا

عدو کا ظلم حد سے بڑھ گیا ہے
کہ ملّاں اب بہت سر چڑھ گیا ہے
بہت گہری پکڑ اب جڑ گیا ہے
مگر ایمان دل میں گڑ گیا ہے

ہمارا تُو فقط تُو ہی خدا ہے
بِنا تیرے نہ کوئی دوسرا ہے
فقط تُو ہی ہمارا آسرا ہے
’’ہر اِک جا میں ہماری تُو پناہ ہے‘‘

ترا دروازہ ہم نے کھٹکھٹایا
تری چوکھٹ پہ آکر سر جھکایا
ہماری زاریاں سن لے خدایا
’’تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا‘‘

ستم سہتے صدی ہم نے گزاری
لہو دے کر دیئے کی لَو ابھاری
سفر کی گرد اشکوں سے اتاری
ہے کاٹا صبر سے ہر وقت بھاری

رخِ طوفان مولیٰ موڑ دے اب
غرورِ دشمناں کو توڑ دے اب
فلک سے تیر اپنے چھوڑ دے اب
کہ بھانڈا کفر کا تُو پھوڑ دے اب

تُو ہم پہ فضل لامحدود کردے
عدو کو نیست و نابود کردے
کہ ٹھنڈی آتش نمرود کردے
تباہ ہر ایک اب مردود کردے

انا کے سانپ کے سر کو کچل دے
کچل کر پاؤں کے نیچے مسل دے
فضائے زہر آلودہ بدل دے
سکینت میں مہکتا کوئی پَل دے

خدایا کوئی ایسا وار کردے
ٹھکانے شر کے سب مسمار کردے
نصیبِ دشمناں میں ہار کردے
انہیں رسوا، ذلیل و خوار کردے

کہ اس سے پہلے ان کی اب پکڑ ہو
کہ اس سے پہلے سب زیر و زبر ہو
کہ شائد ان کے دل پر کچھ اثر ہو
ہمارے دشمنوں کو یہ خبر ہو

خدا اب جوش میں ہے آنے والا
کہ باطل مات ہے اب کھانے والا
یہ ظالم دَور بھی ہے جانے والا
کہ دین مصطفیٰ ہے چھانے والا

مسیح وقت کا اب وقت ہوگا
محمد مصطفیٰؐ کا تخت ہوگا
یہ وقت ان منکروں پر سخت ہوگا
جو ہوگا دیکھنا یک لخت ہوگا
جو نہ سمجھے تو وہ بدبخت ہوگا

حصارِ عافیت اب قادیاں ہے
کہ اب لوگو! یہی دارالاماں ہے

(مبارک احمد ظفر)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

خطبہ جمعہ

وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا یقیناً اُن کا ایک مقام ہے اور ان میں سے ہر ایک ہمارے لئے ایک نمونہ ہے جن کی نیکی، تقویٰ اور پاک تبدیلیوں کا معیار یقیناً قابلِ تقلید ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف صحابہ کی نہایت دلچسپ، ایمان افروز روایات کا روح پرور تذکرہ۔

مکرم جمال الدین صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات، مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30ر دسمبر 2011ء بمطابق 30ر فتح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''صحابہؓ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گزر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صحابہؓ ہی میں داخل ہے جو احمدؐ کے بروز کے ساتھ ہوں گے''۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام احمد بھی ہے اور آپ کا بروز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں) آپ فرماتے ہیں۔ ''چنانچہ فرمایا۔ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) یعنی صحابہؓ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی جماعت بھی صحابہؓ ہی ہوگی''۔ (یعنی وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ کی بیعت کی۔ آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ پھر اپنے ایمان و ایقان میں ترقی کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جماعت بھی صحابہ کی ہوگی)۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ ''اس آیت کے متعلق مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعودؑ کی جماعت ہے۔ مِنْهُمْ کے لفظ سے پایا جاتا ہے کہ باطنی توجہ اور استفاضہ صحابہؓ ہی کی طرح ہوگا''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 431 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا یقیناً اُن کا ایک مقام ہے اور ان میں سے ہر ایک ہمارے لئے ایک نمونہ ہے جن کی نیکی، تقویٰ اور پاک تبدیلیوں کا معیار یقیناً قابلِ تقلید ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان صحابہ کی زندگی کے بعض واقعات ہم تک پہنچے ہیں۔ پھر ان صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس کے واقعات اور کیفیات بھی ہم تک پہنچی ہیں۔ صحابہ کی روایات کا مَیں وقتاً فوقتاً ذکر کرتا رہتا ہوں۔ آج بھی مَیں چند ایسے واقعات یا روایات پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کی وجہ سے، اُس نور کی وجہ سے جو آپؑ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے صحابہ کی ایسی کایا پلٹی کہ ہر ایک، ایک عجیب شان رکھنے والا بن گیا۔ چاہے وہ غریب تھا یا امیر تھا، پڑھا لکھا تھا یا اَن پڑھ تھا، سب کے سب ہمیں ایک غیر معمولی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ توکّل ہے تو وہ اپنی ایک شان رکھتا ہے۔ خدمتِ دین کا جذبہ ہے تو وہ بے لوث اور عجیب شان والا ہے۔ قرآنِ کریم سے تعلق ہے تو اُس میں بھی گہرائی ہے، ایک محبت ہے، ایک پیار ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کا خود اُن کو قرآن سکھانا اور اُن کے دل و دماغ کو وہ عرفان عطا کرنا جو اُن کے خدا تعالیٰ سے خاص تعلق کی نشاندہی کرتا ہے یہ بھی اُن کا خاصہ ہے۔ اور پھر اسی طرح دوسرے معاملات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اُن سے ہر معاملے میں ایسا سلوک ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب پانے والوں سے ہی خدا تعالیٰ روا رکھتا ہے۔ پھر ان روایتوں میں ہمیں اپنے صحابہ کی مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو مسائل کے حل کا طریق سکھانا۔ یہ بتانا کہ فوری طور پر مختصر فقروں میں کس طرح جواب دینا ہے۔ مختصر فقروں میں ایسی تربیت جس سے مقابل کا دلائل و براہین سے مقابلہ کرسکیں۔

پس بہت ہی خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد اس غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کا زمانہ پایا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں رجسٹر روایاتِ صحابہ سے بعض روایتیں آج بھی پیش کروں گا۔

حضرت مولوی صوفی عطا محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اخبار میں یہ پڑھا کہ حضرت اقدسؑ جہلم تشریف لا رہے ہیں مگر مجھے تو جہلم جانے کی بھی اجازت نہ مل سکتی تھی۔ ملازم تھے۔ مگر مَیں بہت بیقرار تھا۔ گھر والوں کو میں نے کہا کہ کل اتوار ہے اور حضرت اقدسؑ جہلم تشریف لائے ہیں۔ آپ کسی کو بتائیں نہیں۔ مَیں جاتا ہوں۔ وقت گاڑی کا بالکل تنگ تھا اور تین میل پر سٹیشن تھا۔ رستہ پہاڑی (اور) رات کا وقت۔ دن کو بھی لوگوں کو اس طرف پر چلنا مشکل تھا (لیکن ایک لگن تھی رات کے وقت ہی آپ نکل پڑے)۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے خدا پر توکل کیا اور چل پڑا۔ (اور) اتفاق سے کوئی بتّی تمام راستہ میرے آگے چلتی گئی۔ شاید کوئی اور آدمی بھی کہیں جا رہا ہوگا۔ (اور) خدا خدا کر کے پہاڑی رستہ دوڑتے ہوئے طے کیا۔ (فرماتے ہیں کہ کوئی بتی آگے چل رہی تھی شاید کوئی انسان جا رہا ہو لیکن اللہ پر توکل کر کے چلے تھے، مسیح و مہدی کو ملنے کے لئے جا رہے تھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہی انتظام فرمایا تھا کہ آگے آگے ایک بتی چلتی گئی اور دوڑتے ہوئے وہ رستہ طے کرلیا)۔ کہتے ہیں جب (مَیں) اسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی بالکل تیار تھی۔ ٹکٹ لیا اور جہلم پہنچا۔ حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ وہاں ایک سیٹھ احمد دین تھے۔ انہوں نے کہا کہ لطف تب ہے کہ آپ آج کوئی نظم سنائیں۔ انہوں نے جب بیعت کی ہے تو اس وقت ایک نظم انہوں نے لکھی تھی جس میں دعائیہ الفاظ تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انہوں نے بیعت کے خط کے ساتھ پیش کی تھی۔ وہ ایک لمبی نظم تھی، تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ وہ نظم سنائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر حضرت صاحب اجازت دیں تو مَیں سنا سکتا ہوں۔ حضرت اقدس نے اجازت دے دی۔ کہتے ہیں مَیں فوراً کھڑا ہوا اور پورے جوش سے نظم سنائی اور اس نظم کا حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ کسی شخص نے کہا کہ آپ یہ نظم دے دیں تو مَیں نے کہا کہ مَیں نے تو زبانی پڑھی ہے۔ نظم سنانے کے بعد حضور نے جو وظیفہ بتایا وہ بالکل خط والا وظیفہ تھا (جب انہوں نے بیعت کا خط لکھا اور یہ نظم لکھی تو اُس میں ساتھ یہ بھی خط میں لکھا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو مَیں کِیا کروں، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو ایک وظیفہ لکھ کے دیا۔ کہتے ہیں جب مَیں نے زبانی پوچھا تو تب بھی وہی وظیفہ تھا۔) مَیں حیران ہوا کہ حضور کا حافظہ کتنا تیز ہے کہ جو وظیفہ لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا وہی زبانی بھی فرمایا''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 210-209 روایت حضرت مولوی صوفی عطا محمد صاحبؓ)

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو وظیفہ یہ لکھا تھا اور وہاں زبانی بھی فرمایا کہ وظیفے کا آپ پوچھ رہے ہیں تو کسی اور وظیفے کی ضرورت نہیں ہے۔ درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔

الحمد شریف کثرت سے پڑھا کریں۔ استغفار کثرت سے کیا کریں اور قرآنِ شریف کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور پڑھیں اور باقاعدہ تلاوت کریں۔ یہی وظیفہ ہے جو کامیابیوں کا راز ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 210-209 روایت حضرت مولوی صوفی عطا محمد صاحبؓ)

بہت سے لوگ مجھے بھی خط لکھتے رہتے ہیں۔ اُن کو اکثر میں اسی رہنمائی کی وجہ سے عمومًا یہ بتاتا رہتا ہوں اور ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کسی کو کہ لَاحَـــوْل بھی پڑھا کریں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ یہ دعا بھی پڑھنی چاہئے۔

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 291 مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مکتوب نمبر 80 مطبوعہ ربوہ)

تو یہی ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہیں۔

پھر ایک روایت ہے حضرت خلیفہ نورالدین صاحب سکنہ جموں کی۔ یہ خلیفہ نورالدین صاحب جمونی تھے۔ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا نام ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَور صحابی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جموں سے پیدل براہ گجرات کشمیر گیا۔ (گجرات کے راستے کشمیر گیا) راستے میں گجرات کے قریب ایک جنگل میں نماز پڑھ کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ والی دعا نہایت زاری سے پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری روزی کا سامان کچھ ایسا کر دیا کہ مجھے کبھی تنگی نہیں ہوئی اور باوجود کوئی خاص کاروبار نہ کرنے کے غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 68 روایت حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد آپ کی قوتِ قدسی سے یہ ایسا انقلاب ان لوگوں میں پیدا ہوا کہ دعائیں کرتے تھے تو دعاؤں کی قبولیت بھی اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر دکھاتا تھا۔ اس حالت میں کہ مَیں کبھی کسی سے نہ مانگوں، کبھی مجھے ہم و غم نہ ہو، دعا کی تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی مجھے مالی تنگی نہیں ہوئی۔

پھر میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ مولوی صاحب متوکّل انسان تھے۔ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے خدا تعالیٰ خود ہی مہیا فرما دیتا ہے۔ (عجیب توکّل ہے) ہمیں ضرورت نہیں ہوتی کہ کسی سے کہیں۔ (یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی سے کچھ کہیں) کہا کرتے تھے کہ مجھے 19-1918ء میں انجمن نے ملازم رکھا۔ بیس پچیس روپے دینے مقرر کئے۔ (انجمن کا جو الاؤنس مقرر ہوا وہ اس وقت بیس پچیس روپے تھا) ان دنوں غلہ بہت گراں تھا۔ (یعنی گندم وغیرہ جو تھی بہت مہنگی ہوگئی تھی۔) خانصاحب منشی فرزند علی خان صاحب ناظر بیت المال فیروز پور میں تھے۔ والد صاحب اُن کے ماتحت تھے۔ ایک دن یہ کہہ بیٹھے (یعنی فرزند علی خانصاحب نے مولوی جلال الدین کو کہا) کہ آپ کو تنخواہ ملتی ہے، اس لئے آپ تندہی سے کام کرتے ہیں۔ (بہت محنت سے کام کرتے ہیں تنخواہ کی وجہ سے) والد صاحب کہا کرتے تھے کہ یہ بات مجھے اچھی نہ لگی اور مَیں نے کہہ دیا کہ مَیں نے کیا آپ سے تنخواہ مانگی تھی؟ (مَیں نے تو وقف کیا تھا، دین کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا۔ جو الاؤنس مقرر کیا ہے وہ تو خود جماعت نے کیا ہے۔ مَیں نے تو نہیں مانگا، میرا تو کوئی مطالبہ نہیں۔ کہنے لگے مَیں نے ناظر بیت المال کو کہا کہ مَیں یہ الاؤنس) اب نہیں لوں گا۔ خانصاحب فرمانے لگے (ناظر بیت المال تھے) کہ کام پہلے کی طرح کرو گے یا اپنی مرضی سے کرو گے۔ یعنی تنخواہ تو نہیں لو گے لیکن کام بھی اُسی طرح کرو گے کہ نہیں جس طرح پہلے محنت سے کرتے تھے تو مولوی جلال الدین صاحب نے فرمایا کہ پہلے سے بھی زیادہ تندہی سے اور کامل اطاعت سے کام کروں گا۔ محنت بھی پہلے سے زیادہ کروں گا اور پوری اطاعت کے ساتھ کام کروں گا۔ کام اور اطاعت کا تنخواہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ملے نہ ملے مَیں نے تو دین کی خدمت کرنی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بات کہہ کر مَیں اپنے تبلیغی دورے پر چلا گیا۔ پیدل جا رہا تھا (سواریاں تو اُس وقت ہوتی نہیں تھیں۔ عموماً مبلغین تبلیغی دورے پر جاتے تھے تو پیدل جایا کرتے تھے) کہ رستے میں یہی خیالات آنے شروع ہو گئے کہ ان روپوں سے وقت کٹ جاتا تھا۔ (جو الاؤنس ملتا تھا اُس سے کچھ نہ کچھ ضروریات پوری ہو جاتی تھیں) آجکل تنگی ہے۔ (گندم وغیرہ جو ہے وہ بھی مہنگی ہے تو) اب کس طرح وقت کٹے گا۔ (یہ خیالات آرہے تھے۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان خیالات کے آنے بعد پھر اُن سے کیسا سلوک فرمایا۔ کہتے ہیں کہ) والد صاحب بیان کرتے تھے کہ میں انہی خیالات میں جا رہا تھا کہ ناگہاں ایک گرج کی سی آواز آئی۔ (ایک خوفناک گرج کی آواز آئی) جس سے میرا دل دہل گیا۔ (اور آواز کیا تھی؟ اُس زوردار آواز میں ایک پیغام آیا کہ) آگے اتنی مدت تم کو کوئی تنخواہ دیتا آیا ہے۔ کیا تنخواہ لے کر تم اتنے بڑے ہوئے ہو یعنی اتنا عرصہ گزر گیا تم تنخواہ میں پلے بڑھے ہو، یہاں تک اس عمر تک پہنچے ہو؟ کہتے ہیں) اس آواز اور زجر کا میرے کان میں پڑنا ہی تھا کہ میرے تمام ہم و غم کافور ہو گئے اور مَیں نے نہایت ہی عاجزی سے عرض کی کہ یا باری تعالیٰ مجھ کو ان کی تنخواہوں کی کیا ضرورت ہے، تیرے مقابلے میں یہ کیا ہستی رکھتے ہیں۔ اس کے بعد میرا وقت آگے سے بھی اچھا گزرنے لگا۔ (کہتے ہیں اُس کے بعد پھر ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سنبھالا کہ پہلے سے بھی زیادہ اچھے حالات ہو گئے۔ کہتے ہیں) مولوی صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ خانصاحب میرے دیرینہ دوست تھے۔ یہ لفظ ویسے (ہی) اُن کی زبان سے نکل گئے (مذاق میں) جو کہ بعد میں تنخواہ والے شرک کو توڑنے کا باعث بنے۔ (اس وجہ سے یہ شرک بھی میرے سے نکل گیا۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 277-276 روایت حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ بیان کردہ میاں شرافت احمد صاحب)

پھر حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم، جن کا پہلے ذکر آیا ہے، کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ''خواب میں دیکھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب جؤا کھیل رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے (جلال الدین صاحب نے) یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی۔ تو حضور نے فرمایا: مولوی صاحب! (یعنی مولوی جلال الدین صاحب کو کہ) مولوی صاحب جؤا ہی کھیلتے ہیں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولانا نورالدین صاحب جؤا ہی کھیلتے ہیں) مگر خدا سے۔ یہ بھی جؤا کھیلنے والوں کی طرح جس طرح وہ سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے۔ اسی طرح مولوی صاحب بھی سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں داؤ پر رکھ دیتے ہیں یا خدا تعالیٰ کی راہ پر ان دونوں فقروں میں سے کوئی انہوں نے کہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 281-280 روایت حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ بیان کردہ میاں شرافت احمد صاحب)

یعنی یہ ایک سودا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کرتے ہیں اور دنیادار تو دنیاوی فائدے کے لئے جؤا میں پیسے داؤ پر لگاتے ہیں ناں۔ حضرت خلیفہ اول کے بارے میں فرمایا کہ یہ اپنی دنیا و عاقبت دونوں چیزوں کو سنوارنے کے لئے اپنا پیسہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر جیسا کہ ہم جانتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زندگی کے بیشمار واقعات ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہر دنیاوی ضرورت پوری کی اور بے انتہا پوری کی اور اسی طرح دین میں جو مقام اُن کو ملا وہ تو سب جانتے ہی ہیں۔

پھر حضرت صوفی غلام محمد صاحب ولد میاں ولی محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''1912ء میں مَیں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد مَیں نے حضرت خلیفہ اولؓ سے پوچھا کہ قرآنِ شریف یاد کروں یا ایم۔اے کا امتحان دوں۔ فرمایا قرآن کریم یاد کرو، ایم۔اے کیا ہوتا ہے سو میں نے چھ ماہ میں قرآنِ شریف یاد کیا اور جب مَیں نے خلیفہ اوّلؓ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے سجدہ شکر کیا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 285 روایت حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ)

یہ صحابہ کی تربیت تھی۔ یہ اُن کی اطاعت تھی۔ یہ محبت قرآنِ کریم کی تھی کہ دنیا کو چھوڑ کر پہلے قرآنِ کریم حفظ کیا۔ پھر آگے پڑھائی کی۔

پھر حضرت سید اختر الدین احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ لکھتے ہیں کہ ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے۔ محبّ کا دل اپنے حبیب کی یاد اور ذکر کرنے اور ستانے کی تڑپ رکھتا ہے۔ چہ جائیکہ خداوند رحمان و رحیم کا فرستادہ سردارِ انبیاء ہمارے آقا محبوب و مطاع حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزِ کامل، مظہرِ جمال، حبیبنا و متاعنا و نبینا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عظیم الشان انسان کے ذکر کی تڑپ نہ رکھتا ہو اور آپ کی یاد سے لذت نہ اُٹھاتا ہو۔ لیکن خوف مجھے یہ ہوتا رہا کہ اس عاجز کا حافظہ کمزور اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک صحبت پر ایک مدت گزر گئی۔ یعنی 1902ء کے آخر سے لے کے 1903ء کے آخر تک قریباً ایک سال میسر آئی تھی اور اُس وقت میری عمر 24 سال کی تھی۔ اُن دنوں خاکسار اور خاکسار کے ماموں مولوی سید احمد حسین صاحب مرحوم صرف دو کٹکی مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے، یہ شاید کٹک سے آئے ہوئے تھے ہم دونوں کے لئے کئی ماہ تک چاول کے مکلّف کھانے آتے رہے۔ کیونکہ یہ غالباً اُڑیسہ کا چاول کھانے والا علاقہ ہے۔ تو چاول کھانا آتا رہا اور حضور علیہ السلام میاں نجم الدین مرحوم کو اچھی طرح مہمان نوازی کی تاکید فرمایا کرتے تھے جس طرح کہ مرحوم نجم الدین ہم دونوں سے بیان کیا کرتے تھے کہ تم لوگوں کے متعلق حضرت جی کی بڑی تاکید ہے''۔

پھر یہی سید اختر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ خاکسار طالبعلمی کی حالت میں تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ کے درسوں میں شامل ہوا کرتا تھا۔ آپ یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ اس عاجز سے بہت ہی محبت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ ''رَبِّ ارْحَـمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل:25)'' نے جبکہ گھر واپسی کا حکم صادر فرمایا تو اسی عاجز کے یہ عرض کرنے پر کہ آمد و رفت میں اخراجات کثیر دارالامان کی مراجعت مشکل۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہاں آنے لگو تو لکھنا مَیں زادِ راہ بھیج دوں گا۔ والدین نے جب واپسی کا حکم دیا اور جب مَیں اپنے گھر جانے لگا تو مَیں نے خلیفہ اوّلؓ کو کہا کہ کیونکہ اخراجات کافی ہوتے ہیں اس لئے اب یہاں قادیان میری واپسی مشکل ہوگی۔ تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ جب آنے لگو تو مجھے بتانا مَیں تمہیں سفر خرچ بھیج دوں گا۔ جس وقت اس عاجز سے گھر واپسی کا زمانہ قریب ہونے لگا تھا اُن دنوں چھوٹی مسجد مبارک کے بالائی حصے میں نماز ہوا کرتی تھی۔ آپؓ نے جانبِ مشرق پیچھے سے اپنے مبارک ہاتھوں کو اس عاجز کے کندھوں پر رکھ کر پیار سے فرمایا کہ اختر الدین مَیں نے سنا ہے کہ تم کئی استادان بزرگ سے قرآن مجید بہت پڑھا کرتے ہو۔ (کہتے ہیں اُس وقت مَیں بہت سارے استادوں سے قرآنِ کریم پڑھا کرتا۔) خلیفہ اوّلؓ نے ان کو یہ فرمایا: وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 213-212 روایت حضرت سید اختر الدین صاحبؓ)

کہ اللہ کا تقویٰ کا اختیار کرو۔ اللہ تمہیں پڑھائے گا۔ پس قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھنے کی بنیادی شرط یہی ہے۔ صحابہ میں قرآنِ کریم پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ سے بھی پڑھا کرتے تھے۔ نوجوانی میں درس لیا کرتے تھے اور دوسرے اساتذہ سے بھی پڑھتے تھے کہ اور مزید سیکھیں۔ اور پھر متقی کو اللہ تعالیٰ خود قرآنِ کریم

پڑھاتا ہے، رہنمائی فرماتا ہے اور اسی طرح صحابہ کی زندگیوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کو ماشاء اللہ قرآنِ کریم کا بڑا علم تھا۔

پھر ایک روایت حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب کی ہے۔ ان کی بیعت 1906ء کی ہے اور 1906ء میں ہی ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کی بات ہے کہ حضور مغرب کی نماز کے بعد بیٹھے رہے۔ اتفاقاً اس دن مسجد میں روشنی نہیں تھی۔ حضور کے اردگرد چند اور لوگ بھی اور خاکسار بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور مولوی کہتے ہیں یعنی غیر از جماعت مولوی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ناصری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانور بنایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شیخ صاحب خدا خالق اور مسیح بھی خالق۔

بس ایک فقرہ فرمایا۔ یہ روایت کرنے والے لکھتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ شیخ صاحب کون تھے (کیونکہ اندھیرا تھا) مگر وہ شیخ صاحب پھر نہیں بولے۔ حضور نے دوبارہ خود ہی فرمایا کہ ہمارے مولویوں کو اتنے اتنے مختصر فقرے بحث میں استعمال کرنے چاہئیں''۔ یعنی انہوں نے کہا عجیب بات ہے کہ مسیح پرندے بنایا کرتا تھا، پیدا کیا کرتا تھا، جانور بنایا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا بھی خالق (خالق ہونا تو خدا کی صفت ہے) اور مسیح بھی خالق۔ کہ تم مسلمان ہو کر بھی اس شرک کے مرتکب ہو رہے ہو۔ پھر فرمایا کہ اتنے مختصر فقرے بعض دفعہ تبلیغ میں کام آتے ہیں۔ فرمایا'' کیونکہ لمبی بحث میں بات خلط ملط ہو جاتی ہے''۔

اس کے بعد حضرت خیر دین صاحب لکھتے ہیں کہ ''مَیں اپنے گاؤں واپس چلا گیا۔ مجھے قرآنِ شریف پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ حضور نے ایک دن مجھے رؤیا میں فرمایا (قرآنِ شریف پڑھنے کا شوق تھا ایک دن خواب آئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کہ تم قادیان آ جاؤ۔ ہم تم کو قرآنِ شریف پڑھا دیں گے۔ (تو یہ انہوں نے خواب دیکھی اور اُس وقت یہ خواب دیکھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو چکا تھا، آپ وفات پا چکے تھے۔) کہتے ہیں کہ'' اس کے بعد مَیں نے ایک اور خواب دیکھا اور وہ یہ کہ مَیں ہجرت کر کے آ گیا ہوں اُس جگہ جہاں اب محلّہ ناصر آباد بنا ہوا ہے۔ (ہجرت کر کے قادیان آ گیا اور وہاں آ کے اُترا ہوں جہاں آجکل محلّہ ناصر آباد ہے۔) اس میدان میں مَیں اپنا سامان اتار رہا ہوں اور مَیں نے پوچھا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ تو آسمان سے آواز ایک شکل کے رنگ میں آ رہی تھی، گویا کہ وہ کوئی ٹھوس چیز تھی جس کی شکل وصورت فٹبال جیسی تھی اُس میں سے یہ آواز نکل رہی تھی کہ اس جگہ کا نام ابراہیمی جنگل ہے جہاں تم اپنا سامان اُتار رہے ہو۔ گویا خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کا نام ابراہیم بتایا۔ اس وقت مجھے معلوم نہ تھا یہ جو حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ ؎

مَیں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 154 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

تو یہ کہتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے آواز دے کے یہ پیغام دیا اور تب مجھے پتا لگا یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کی، ناموں کی، الہامات کی تائیدات کے نظارے اللہ تعالیٰ آپ کے صحابہ کے ذریعے سے دکھاتا تھا۔

پھر حضرت خیر دین صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ''مَیں کسرِ نفسی سے نہیں کہتا بلکہ حقیقت ہے کہ میں گنہگار تھا۔ یہ جواب بیان کرنے لگا ہوں یہ یقیناً یقیناً نورِ نبوت سے ہو گا نہ کہ میری طرف سے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ ؎

مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تو یہ یقینی بات ہے جو نور سے تعلق پیدا کرے گا اُس کو نور سے ضرور حصہ ملے گا۔ ہاں یہ بھی بات نہایت واضح ہے کہ وہ نور اپنی اپنی قابلیت کے مطابق ملتا ہے۔ (مولوی صاحب، حضرت خیر دین صاحب کہتے ہیں کہ) ہمیں یہ معلوم ہی نہ تھا کہ الہام کس کو کہتے ہیں، کشف کس کو کہتے ہیں، رؤیائے صادقہ کیا ہوتی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فرستادہ خدا کے ہاتھ سے ہاتھ ملانے سے نہ صرف ہم کو الہام کا علم ہوا اور (نہ) صرف کشف کا علم ہوا اور نہ صرف رؤیائے صادقہ کا علم ہوا بلکہ ان تینوں کو ہم نے اپنے اوپر وارد ہوتے دیکھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 155-154 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

یہ انقلاب تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں بھی آتا ہے ناں، کئی دفعہ ہم سن چکے ہیں کہ جب اُن سے کسی نے پوچھا حضرت مولوی صاحب آپ تو پہلے ہی بڑے بزرگ تھے، آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں آ کے کیا ملا۔ حضرت خلیفہ اول نے جواب دیا۔ دیکھو اور تو بہت سارے فائدے ہیں وہ تو ہیں ہی، ایک فائدہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ پہلے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار خواب میں کیا کرتا تھا، اب کھلی آنکھیں، جاگتی حالت میں، کشفی حالت میں کرتا ہوں تو یہ انقلاب ہے جو مجھ میں مرزا صاحب نے پیدا کیا۔

(ماخوذ از حیاتِ نور از عبدالقادر (سابق سوداگرمل) صفحہ 194 مطبوعہ ربوہ)

تو حضرت خیر دین صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب ہم حق الیقین کے طور پر ان باتوں کی حقیقت بیان کر سکتے ہیں۔ مثلاً مَیں نے مبارک مسجد میں بیٹھے ہوئے غالباً ظہر کا وقت تھا، ایک یہ الہام پایا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ اس میں یہ بتایا کہ اس جماعت کے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو معمولی سی حیثیت کے لوگ نظر آتے ہیں اُن کا آخری انجام اچھا ہو رہا ہے اور ان سے اچھے اچھے کام بھی ہو رہے ہیں اور اُن کی دعاؤں میں ایک خاص اثر معلوم ہوتا ہے۔

پھر مَیں نے ایک دفعہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرا قرب پانے کے لئے کونسا طریق اچھا ہے (یہ دیکھیں ان لوگوں کی کس طرح کی خواہشات تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق تھا اور تعلق کو بڑھانے کے لئے کیا کیا جتن کرتے تھے۔ دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرا قرب پانے کے لئے کونسا طریق ہے) تو خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا قرب حاصل کرنے کے دو طریق ہیں۔ یا چندہ دو یا تبلیغ کرو۔ یہ دو طریق ہم کو پسند ہیں۔ (یہ جواب آیا) تو مَیں نے عرض کی کہ اے اللہ! مَیں تو اتنا پڑھا ہوا نہیں۔ (آپس میں بیٹھے اللہ تعالیٰ سے یہ باتیں ہو رہی ہیں، مَیں تو اتنا پڑھا ہوا نہیں۔) مَیں تبلیغ کس طرح کروں؟ اللہ تعالیٰ نے پھر جواب دیا اور فرمایا کہ قرآنِ شریف تو تم کو ہم نے پڑھا دیا ہے۔ جب یہ فقرہ جنابِ الٰہی نے فرمایا تو مجھ سے اُس وقت یہ آیت حل ہوئی کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ کیونکہ جب مَیں اپنے گاؤں میں تھا تو اُس وقت مجھے جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں ملے تھے۔ (اس کا پہلی خواب میں ذکر ہوا تھا اور آپ نے) فرمایا تھا کہ تم قادیان آ جاؤ۔ ہم تمہیں قرآن شریف پڑھا دیں گے۔ اب دیکھئے کہ وعدہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا مگر جواب خدا تعالیٰ نے دیا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا ہے۔ سو خاکسار دیکھ رہا ہے کہ اپنی قابلیت کے مطابق اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جو قرآنِ شریف پڑھنا چاہے اُسے پڑھا سکتا ہوں۔ چنانچہ آج کل مہمان خانے میں صبح کے وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھاتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا تو ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ تم نے عاد اور ثمود کے قصے قرآن شریف میں نہیں پڑھے؟ ایک رکوع پڑھا اور لوگوں کو سنا دیا کہ نبیوں کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ اسی طرح دعا کے بارے میں جنابِ الٰہی نے یہ فرمایا کہ تم گھی بہت کھایا کرو۔ تو مَیں نے عرض کیا گھی کھانے سے کیا مراد ہے؟ تو جنابِ الٰہی نے تیسرے دن جواب دیا کہ گھی کھانے سے مراد بہت دعا کرنا ہے۔ یہ فقرے پنجابی زبان میں عنایت فرمائے کہ جس گھر میں دعا ہوتی ہے وہ گھر موجوں میں رہتا ہے۔ پھر یہ بھی آواز سنی کہ جس کے ساتھ خدا بولتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہے''۔ (پس ہمیں بھی اگر موجیں کرنی ہیں تو اپنے گھروں کو دعاؤں سے بھرنا ہو گا۔) فرماتے ہیں: کیا میرے جیسا آدمی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ میری طاقت سے ہیں۔ بلکہ صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ نورِ نبوت سے ہے۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فقرہ دہرا دیتا ہوں فرماتے ہیں ؎

مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 156-155 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

پھر حضرت حافظ نبی بخش صاحب ولد حافظ کریم بخش صاحب موضع فیض اللہ چک کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت حضرت مسیح موعود کے دعوی سے پہلے ہی کی تھی اور بیعت بھی ابتدائی زمانے میں کی۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ جو حافظ صاحب کے بیٹے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ'' آپ کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک عشق موجود ہے اور طبیعت میں احتیاط ایسی ہے کہ جب کبھی کوئی حضور علیہ السلام کے حالات سنانے کے لئے کہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ مجھے اپنے حافظے پر اعتبار نہیں، ایسا نہ ہو کہ کوئی غلط بات حضور کی طرف منسوب کر بیٹھوں۔ آپ محکمہ نہر میں پٹواری تھے اور گرداوری کے دنوں میں قریباً سارا سارا دن گھومنا پڑتا حتی کہ جیٹھ، ہاڑ کے مہینوں میں بھی (یعنی مئی جون کے جو سخت گرمی کے مہینے ہوتے ہیں ان میں بھی) گھومنا پڑتا اور اس سے جس قدر تھکاوٹ انسان کو ہو جاتی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ مگر رات کو آپ تہجد کے لئے ضرور اُٹھتے اور ہم پر بھی زور دیتے (اپنے بچوں کو بھی کہتے)۔ جب رمضان کے دن ہوتے تو باوجود اس قدر گرمی کے روزے بھی باقاعدہ رکھتے۔ سردی کے دنوں میں تہجد کی نماز بالعموم قراءت جہری سے پڑھ کر بچوں کو ساتھ شامل فرما لیتے۔ (آپ خدا کے فضل سے حافظِ قرآن تھے) ہمیں نماز روزے کی بہت تاکید فرماتے بلکہ کڑی نگرانی فرماتے۔ (اور یہی والدین کا کام ہے) اور سستی پر بہت ناراض ہوتے۔ قرآنِ کریم ہمیں خود پڑھایا۔ جب دن کو اپنے کاروبار میں مشغولیت کے باعث وقت نہ ملتا تو رات کو پڑھاتے۔ ہم تین بھائی تھے۔ ہم سب

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں سے بڑا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قادیان میں تعلیم پانے کی حالت میں ہی غالباً 1907ء میں فوت ہوا اور باقی ہم دونوں کو بھی مجھے اور عزیزم حبیب الرحمٰن بی اے کو والد صاحب جبکہ ان کی عمر بارہ تیرہ سال تھی۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ جبکہ حضور براہینِ احمدیہ تصنیف فرما رہے تھے حضور کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے اور اس کے بعد عموماً حاضر ہوتے رہے اور بیعت بھی نہایت جلدی کر لی تھی۔ کیونکہ وہ یعنی حافظ صاحب (جو حکیم فضل الرحمٰن کے والد تھے) دعویٰ سے پہلے ہی بیعت لینے کو عرض کرتے رہتے تھے۔ مجھے اصل سنِ بیعت اور ملاقات کا یاد نہیں مگر جب وہ پہلی دفعہ آئے تو پھر حضور کے ہی ہو رہے''۔ پھر لکھتے ہیں کہ ''مجھے قادیان میں ہی تعلیم دلوائی (یعنی حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو، اپنے بیٹے کو قادیان میں تعلیم دلوائی)۔ آپ صدموں کے وقت رضا بالقضاء کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھاتے۔ (حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ) جب ہمارے بڑے بھائی کی 1907ء میں وفات ہوئی، اُس وقت ہماری دو بڑی بہنوں کی شادی کے دن قریب تھے اور اس غرض کے لئے ہم سب والد صاحب کی ملازمت کی جگہ سے اپنے وطن فیض اللہ چک گئے ہوئے تھے۔ ایک بہن کی بارات راہوں ضلع جالندھر سے آئی تھی۔ جب بارات آنے میں تین دن رہ گئے تو ان کے بھائی عبدالرحمٰن صاحب کا قادیان میں جگر کے پھوڑے سے انتقال ہو گیا، اس پر راہوں سے ہمیں تار آئی (لڑکے والوں نے کہا کہ) وہ اس وفات کے پیشِ نظر شادی کی تاریخ تھوڑا سا آگے کر دیتے ہیں۔ خود ہی انہوں نے پیشکش کی۔ حکیم صاحب کے والد صاحب نے کہا کہ وفات ایک قضائے الٰہی تھی وہ ہو گئی۔ آپ اپنے وقت پر بارات لے کر آئیں اور لڑکی کا رخصتانہ لے جائیں۔ چنانچہ اپنے عزیز بچے کی وفات کے تین دن کے اندر دو لڑکیاں بیاہ دیں جو کہ ایک دنیادار شخص کے لئے نہایت کڑا امتحان ثابت ہو۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ''خلافتِ اولیٰ و ثانیہ دونوں کے وقت آپ کو خدا کے فضل سے کبھی کوئی ابتلاء پیش نہیں آیا اور نہ ہی آپ نے دونوں خلفاء کی بیعت میں کوئی تردد کیا۔ خلافت کے ماننے میں اس قدر اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ مَیں دو دفعہ تبلیغ کے لئے مغربی افریقہ میں آیا ہوں، (حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب بڑا لمبا عرصہ مغربی افریقہ میں مبلغ رہے ہیں) پہلی مرتبہ جب آٹھ برس متواتر رہا تھا اور اب بھی سات برس ہو گئے ہیں، باوجود کئی مختلف حالات میں سے گزرنے کے جن میں دنیاوی سامانوں کے لحاظ سے مَیں اُن کے لئے بہت بڑی مدد کا موجب ہو سکتا تھا آپ نے مجھے ہمیشہ یہی نصیحت فرمائی کہ میں ہرگز کسی قسم کی بے صبری نہ دکھاؤں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح واپس بلانے کا ارشاد فرمائیں تب ہی واپس آؤں (یعنی خود کچھ نہیں کہنا، کوئی مطالبہ نہیں کرنا) زمانہ ملازمت میں آپ سلسلے کے جملہ اخبارات خریدتے رہے اور چندہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ غرباء کی بہت مدد کی۔ مہمان نوازی حد درجہ کی فرماتے۔ آپ نے وصیت کی ہوئی ہے اور ایامِ ملازمت میں حصہ آمد ادا کرتے رہے۔ آپ کی کسی قدر زمین فیض اللہ چک میں ہے جس کے عشر کی آپ نے وصیت کی ہے۔ انجمن کے نام اپنی زمین کرا دی۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 1 تا 3 روایت حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ)

جن صحابہ کا مَیں ذکر کر رہا ہوں ان کے پڑپوتے عزیزم عمیر ابن ملک عبدالرحیم صاحب کو 28؍مئی کو ماڈل ٹاؤن مسجد میں اللہ تعالیٰ نے شہادت کا مرتبہ بھی عطا فرمایا۔ اُس کے چھوٹے چھوٹے دو بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ تمام شہداء جو ہیں اور جو نوجوان شہداء تھے، اُن کے بچوں اور بیوگان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے اور اسی طرح اُن کے والدین کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کا حامی و ناصر ہو۔ اُن کو صبر اور حوصلہ دے اور بیوگان کے، جو نوجوان بیوگان ہیں اُن کے رشتوں کے بھی اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔

حضرت محمد یعقوب صاحب ولد میاں سراج دین صاحب جن کی بیعت 1900ء کی ہے اور 1904ء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ لکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آغوشِ شفقت میں بچوں کو زیادہ جگہ عطا فرماتے۔ بندہ حضور کی گود میں کھیلتا رہتا۔ حضور کا چہرہ انور نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ تھا۔ ہمیں بچپن میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ماں باپ سے زیادہ محبت ہم سے کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تو حضور ہمارے غریب خانے کو رونق دے کر فخر بخشتے۔ ایک دفعہ حضور سیر کو حسبِ دستور گئے تو حضور بند گاڑی میں جایا کرتے تھے۔ جب واپسی کا وقت تھا تو میرے خاندان کے بزرگ قبلہ والد میاں سراج الدین صاحب مرحوم اور چچا میاں معراج الدین صاحب عمر اور میاں تاج الدین صاحب اور دیگر خاندان کے ممبر حضور کی آمد پر منتظر تھے۔ ہمارے مکانوں کے سامنے سرکاری باغ تھا۔ باغ کی سڑک پر جو ہمارے مکانوں سے متصل تھی، موچی دروازہ، بھاٹی دروازہ کے بدمعاش لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو وہ سیڑھیوں پر سے مکان میں تشریف لے گئے تو بدمعاش لوگوں نے پتھر برسانے شروع کئے۔ اتنے میں والد صاحب مرحوم اور ہمارے چچا صاحب نے مشورہ کیا کہ کیا تدارک ہونا چاہئے تو والد صاحب نے جو میرے لئے خادم رکھا ہوا تھا اُس کو فرمایا کہ اس کو اُٹھا لو چھوٹے بچے تھے اور اس وقت بندہ کچھ بیمار بھی تھا تو خادم نے بندے کو اُٹھا لیا تو انہوں نے اسی وقت اس ہجوم کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ مقابلہ کے بعد ہجوم منتشر ہو گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب ان کو جانے دیں۔''

یہ لکھتے ہیں کہ ''ایک دفعہ بندہ اپنے والد صاحب کے ہمراہ تھا۔ حضور علیہ السلام مکان پر ٹھہرے۔ جاتے ہوئے ایک جگہ پر کاغذ قلم دوات رکھی ہوئی تھی تو پھر کچھ لکھتے۔ میرے والد صاحب نے عرض کیا کہ لڑکی کا نام پوچھا تو آپ نے ایمنہ بیگم فرمایا۔''

پھر ان کی ایک روایت ہے کہ ''جب کبھی قادیان اپنے والد صاحب کے ہمراہ بندہ آتا تو بچپن کی عادت پر بندہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطب میں چلا جاتا جہاں آپ حکمت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ بھی گود میں لے لیتے اور محبت کرتے۔ وہ اکثر قرآنِ شریف کی تلاوت کرتے اور بچوں کو پڑھاتے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول گود میں بچوں کو لے لیتے، اگر کوئی مریض نہیں ہوتا تھا تو قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور بچوں کو بھی پڑھاتے) اور یہاں سے اُٹھا تو جب مسجد مبارک میں بندہ جاتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا موقع ملتا تو حضور اپنے پاس بٹھاتے تو کچھ باتیں دریافت کرتے۔ اُس وقت چند مہمانوں سے مسجد مبارک میں رونق ہوتی تھی۔ قادیان بالکل چھوٹا سا قصبہ تھا۔ یہ ہرگز امید نہ کی جا سکتی تھی کہ حضور کے الہام ایسے رنگ میں پورے ہوں گے۔ میرے والد صاحب مرحوم حضور کے بہت ہی عاشق تھے۔ پرانے خدام میں سے تھے۔ والد صاحب مرحوم مجھے فرماتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بابت فتح و نصرت کے زمانے کے متعلق اکثر ایسی باتیں فرماتے جو ہمارے دیکھنے میں آتی ہیں۔ (یعنی جو پہلے انہوں نے بتا دی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین تھا اور آپ کے جو الہامات تھے ان پر یقین کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ باتیں پوری ہوں گی اور پھر کہتے ہیں ہم نے وہ پوری ہوتی دیکھیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 129-128 روایت حضرت محمد یعقوب صاحبؓ)

پس یہ صحابہ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑا اور جو آپ علیہ السلام پر ایمان میں اس قدر پختہ تھے کہ کوئی ان کو اس ایمان سے ہلا نہیں سکتا تھا۔ دینی غیرت قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرنے والی تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو پلّے باندھ لیا اور اس کا ادراک حاصل کیا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اُس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اُس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آ جاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں، چونکہ وہ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 67۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے جیسا کہ میں نے کہا: آپ کی اس تعلیم اور خواہش کو پورا کر کے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں جاری کرنے اور قائم رکھنے والے بنیں۔

انشاء اللہ پرسوں سے بلکہ کل رات بارہ بجے سے نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے یہ سال بھی جماعت کے لئے پہلے سے بڑھ کر برکتیں لانے والا ہو۔ مخالفینِ احمدیت کے ہاتھ اللہ تعالیٰ روکے اور ان میں حق کو پہچاننے کے سامان پیدا فرمائے، توفیق پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی پر ذاتی طور پر اور بحیثیت جماعت بھی بے انتہا برکتیں نازل فرماتا رہے۔ امین

نمازوں کے بعد میں آج ایک جنازہ پڑھاؤں گا جو مکرم جمال الدین صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ہے۔ مکرم جمال الدین صاحب 15؍دسمبر 1938ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ انہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں جماعتی خدمات کا آغاز کیا۔ 27؍دسمبر 2011ء کو 73 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی ہے۔ تقریباً پچپن سال اللہ تعالیٰ نے ان کو سلسلے کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ مختلف اوقات میں مختلف دفاتر میں کام کیا جن میں نظامت جائیداد، دفتر وصیت، دارالضیافت، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، نظارت خدمتِ درویشاں شامل ہیں۔ پھر جولائی 2003ء میں بطور آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ آپ کا تقرر ہوا اور تاوقتِ وفات آپ اسی عہدے پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اپریل 2008ء سے جون 2009ء تک بطور قائمقام افسر محاسب اور پراویڈنٹ فنڈ بھی فرائض انجام دیئے۔ خاموش طبع، سادہ زندگی بسر کرنے والے شریف النفس انسان تھے۔ اپنے کارکنوں کے ساتھ بھی بڑا شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ عزیز واقرباء اور بیوی بچوں کے ساتھ ہمیشہ پیار محبت اور نیک سلوک کیا۔ خدا کے فضل سے بہت بہادر اور نڈر تھے۔ نمازوں اور روزے کے پابند، تہجد گزار تھے۔ اِن کو خلافت سے والہانہ عشق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے کام میں بڑے فعال تھے اور کبھی سستی نہیں دکھائی۔ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اپنے ذاتی کاموں پر ترجیح دی اور حقیقی وقف کی روح کے ساتھ انہوں نے ہمیشہ کام کیا اور نہایت عاجزی سے کام کیا۔ جو بھی ان کے افسر تھے ان کے بھی انتہائی اطاعت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ ان کی اہلیہ پہلے وفات پا چکی ہیں۔ اللہ ان کے بچوں کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ دے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق فرمائے۔

بقیہ از صفحہ 13: **بغیر ہاتھوں کی بنی تصویر**

ہو چکی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی کوئی تصویر موجود ہے اور اس کا ادیسا کے ساتھ تعلق بھی ہے۔ اس وقت تک عام خیال یہی تھا کہ یہ تصویر کسی مصور نے بنائی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس وقت تک کی تاریخی روایات میں اس تصویر کو دیکھنے کا ذکر نہیں ملتا بلکہ صرف یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی کوئی تصویر ادیسا میں تھی۔ پہلی مرتبہ آرمینیا کا مورخ موسیٰ خورینی (متوفی 489ء) اپنی تاریخ میں یہ ذکر کرتا ہے کہ ادیسا میں یہ تصویر اس کے وقت تک واقعتاً موجود ہے (تاریخ آرمینیہ کتاب 2، باب 32)۔ جبکہ اس تصویر کے معجزانہ طور پر انسانی ہاتھوں سے نہ بنے ہونے کے متعلق پہلا ذکر سن 593ء میں مورخ ایواگریوس نے کیا ہے۔ (ایواگریوس کی تاریخ کلیسا، کتاب 4، باب 27)۔

چونکہ 400ء سے پہلے اس تصویر کی ادیسا میں موجودگی کا ذکر نہیں ملتا اس لئے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ 400ء اور 600ء کے درمیان یہ تصویر ادیسا میں کیسے آئی؟ اور اگر پہلے سے وہاں موجود تھی تو اس کا ذکر کیوں نہیں ملتا؟ اس سوال کا جواب اس خطبہ میں دیا گیا ہے جو کہ اس تصویر کے قسطنطنیہ لے جانے کے موقع پر دیا گیا تھا۔ خطبہ میں بتایا گیا ہے کہ جب 544ء میں ایرانیوں نے ادیسا شہر کا محاصرہ کیا تو اس وقت شہر کے دروازہ میں کھدائی کے دوران یہ تصویر جو کہ وہاں چھپائی گئی تھی دریافت ہوئی۔ گویا تصویر پہلے سے ادیسا میں موجود تو تھی لیکن شہر پناہ کے دروازے میں مخفی اور محفوظ رکھی گئی تھی۔ تصویر شہر پناہ میں کیوں چھپائی گئی تھی؟ یہ ایک اہم سوال ہے جس پر مزید روشنی آگے ڈالی جائے گی۔

کچھ عرصہ بعد جب ایرانی شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ تصویر پھر منظر عام سے غائب ہو گئی۔ آخر متقی باللہ عباسی کے عہد میں 944ء میں بازنطینی فوجوں نے ادیسا کے علاقہ پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کو یہ پیشکش کی کہ وہ اس تصویر کے عوض مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیں گے۔ متقی باللہ نے قاضیوں اور فقہا سے مشورہ لیا۔ ان میں سے بعض کی رائے تھی کہ یہ تصویر عیسائیوں کے حوالے کرنا بے عزتی اور شکست کے مترادف ہے۔ آخر بوڑھے وزیر علی بن عیسیٰ نے مشورہ دیا کہ مسلمان قیدیوں کو رہا کروانا اور ان کو مشکلات سے نجات دلوانا تصویر سے زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ قیدیوں کی رہائی کے عوض تصویر قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ کو دے دی گئی (ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، سنہ 331ھ، ذھبی، تاریخ الاسلام، سنہ 331ھ)۔ ابن اثیر اور ذہبی دونوں نے اس بات کا خصوصی ذکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی یہ تصویر کپڑا چہرہ سے مس ہونے کے نتیجہ میں بنی تھی یعنی انسانی ہاتھوں سے نہ بنی ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک یہ تصویر قسطنطنیہ میں ہی رہی یہاں تک کہ 1204ء میں چوتھی صلیبی جنگ کے دوران قسطنطنیہ کے تبرکات لوٹ لئے گئے۔ فرانسیسی فوجی انہیں اپنے ساتھ فرانس لے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ بعد 1353ء میں ایک مصلوب شخص کی تصویر منظر عام پر آئی۔ یہ تصویر بالآخر تورین کے شاہی خاندان نے خرید لی جو کہ اب تورین کے کفن کے نام سے مشہور ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ادیسا کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کے رابطہ کا ذکر قدیم سے عیسائیوں میں معروف تھا۔ آغاز میں یہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے ادیسا کے بادشاہ کی طرف کوئی کپڑا بھجوایا تھا جس پر آپؑ کی تصویر تھی۔ بعد میں جب تصویر منظر عام پر آئی تو اپنی خصوصیات کی بنا پر ''بغیر ہاتھوں سے بنی'' ہوئی تصویر کے طور پر مشہور ہو گئی۔ ان روایات کی ثقاہت کی ہی بنا پر 944ء میں عیسائی بادشاہ نے مسلمان قیدیوں کو اس تصویر کے عوض رہا کیا جس کی تصدیق مسلمان مؤرخین نے بھی کی ہے۔ چنانچہ تصویر بڑے طمطراق سے قسطنطنیہ لے جائی گئی۔ اور اس کی شان میں قصیدے پڑھے گئے جو کہ عیسائی لٹریچر میں محفوظ ہیں۔

تصویر کو آغاز میں کیوں چھپایا گیا تھا؟ اس سلسلہ میں بتایا جاتا ہے کہ ادیسا میں حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ کے بادشاہ کی وفات کے بعد بعض ایسے لوگ برسر اقتدار آئے جو عیسائیوں کے خلاف تھے۔ انہوں نے رومی سلطنت کی طرح عیسائیوں پر مظالم کئے۔ چنانچہ ان کے خوف سے تصویر کو چھپانا پڑا۔ اس مقصد کے لئے شہر کے دروازہ کے پاس کفن کو دیوار میں چن دیا گیا۔ ایک لمبا عرصہ بعد ایرانیوں کے حملہ کے وقت وہیں سے یہ تصویر دریافت ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ کہانی زیب داستان کے لئے گھڑی گئی ہو اور تصویر کسی اور جگہ محفوظ ہو اگرچہ یہ امکان بھی موجود ہے کہ واقعی کفن کو محفوظ کرنے کی غرض سے دیوار میں چھپا دیا گیا ہو۔ بہر حال موسیٰ خورینی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں کے حملہ سے بہت پہلے ادیسا میں اس تصویر کی موجودگی معروف تھی۔ پہلی چار صدیوں میں تصویر کا ذکر نہ ملنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تصویر اس سے پہلے کسی جگہ مخفی تھی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس تصویر یا کفن کی ایک خاص اہمیت ادیسا کے عیسائی اکابرین کے دلوں میں تھی اسی لئے وہ تصویر کو شہر سے باہر منتقل کرنے کی بجائے اسے چھپانا زیادہ بہتر خیال کرتے تھے۔

2۔ ویرونیکا کا رومال

حضرت عیسیٰؑ کی انسانی ہاتھوں سے نہ بنی دوسری مشہور تصویر ایک خاتون ویرونیکا سے منسوب ہے۔ لوقا کی انجیل میں یہ ذکر ہے کہ ایک خاتون نے حضرت عیسیٰؑ کی چادر کو چھوا تو وہ اپنی بارہ سال پرانی بیماری سے شفایاب ہو گئی (باب 8، آیت 43 تا 48)۔ اس واقعہ کی تشریح اور تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ کہانی مشہور ہوئی کہ بیمار خاتون کا نام ویرونیکا تھا۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے خاتون کو اپنے چہرے سے پسینہ صاف کر کے ایک رومال بھی دیا تھا جس پر معجزانہ طور پر آپؑ کی تصویر اتر آئی تھی۔ یاد رہے کہ ویرونیکا نام لاطینی لفظ ویرا یعنی سچی اور یونانی لفظ آئیکون یعنی تصویر سے مرکب بھی بتایا جاتا ہے، اگرچہ اس کی اور بھی توجیہات موجود ہیں۔ گویا اس نام ہی میں یہ دعویٰ شامل ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی اصلی تصویر ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت یہ کہانی منظر عام پر آئی اس وقت آپؑ کی کئی تصاویر مشہور ہو چکی تھیں اس لئے ان کے مقابل پر اس تصویر کو اصلی کہا گیا۔

کہانی کی قدیم شکل کچھ اس طرح ہے کہ قیصر روم بیمار ہو گیا۔ اسے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق پتہ چلا کہ آپؑ سے لوگوں کو شفا ملتی ہے۔ اس پر قیصر نے ایک افسر کو آپؑ کے پاس بھیجا لیکن جب وہ افسر فلسطین پہنچا تو آپؑ کو صلیب دی جا چکی تھی۔ چنانچہ آپؑ کی جگہ ایک تصویر جو کہ ویرونیکا نے آپؑ کی زندگی ہی میں بنوائی تھی قیصر کے پاس لائی گئی۔ بعد میں یہ خیال رائج ہو گیا کہ تصویر معجزانہ طور پر بغیر انسانی ہاتھ کے بنی تھی۔ اس کے متبادل چند اور روایات بھی بتائی جاتی ہیں جو اس سے ملتی جلتی ہیں۔

اس کہانی کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ ادیسا والی تصویر کی کہانی ہی کی نقل ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایک بادشاہ بیمار دکھایا گیا ہے جسے حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا علم ہوتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ ایک پیامبر کو آپؑ کے پاس بھیجتا ہے۔ یہاں بھی خود حضرت عیسیٰؑ بادشاہ کے پاس نہیں جاتے بلکہ بادشاہ کو شفا حضرت عیسیٰؑ کے ایک کپڑے سے ملتی ہے۔ کپڑے پر آپؑ کی معجزانہ تصویر کی موجودگی اور حواری کا نام بھی دونوں کہانیوں میں مشترک ہیں۔ ادیسا کی تصویر اور اس کے متعلق مشہور کہانی سے زیادہ انوکھی اور وسیع الاثر بات کرنے کے لئے ادیسا کی چھوٹی سی مملکت کی بجائے پوری رومی سلطنت کے بادشاہ کو مرکزی کردار دیا گیا ہے۔ خود یہ بات بھی ظاہر کر رہی ہے کہ ویرونیکا کی کہانی دراصل کسی اور کہانی کی نقل کے طور پر گھڑی گئی ہے۔

3۔ کامولیانہ کی تصویر

کامولیانہ موجودہ ترکی میں ایک شہر تھا۔ ادیسا کی تصویر اور ویرونیکا کے رومال کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ کی مشہور ترین ''بغیر ہاتھوں'' کے بنی ہوئی تصویر کامولیانہ کی تصویر ہے۔ یہ تصویر 575ء میں قسطنطنیہ لے جائی گئی۔ روایات کے مطابق کامولیانہ کی ایک خاتون نے جب حضرت عیسیٰؑ کا پیغام سنا تو اس نے یہ کہا کہ جب تک میں مسیح کو خود نہ دیکھ لوں گی ہرگز نہ مانوں گی۔ اس پر ایک دن اسے اپنے تالاب میں ایک کپڑا نظر آیا جس پر حضرت عیسیٰؑ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس تصویر کے متعلق بعد میں جو کہانیاں مشہور ہوئیں ان میں بھی صاف طور پر ادیسا کی تصویر کی چھاپ نظر آتی ہے۔ مثلاً یہ کہ یہ تصویر ایک دیئے کے ساتھ دیوار میں چن دی گئی تھی اور پھر ایک عرصہ بعد دوبارہ دریافت ہوئی۔

نتائج

ان تینوں تصاویر کی کہانیوں، جن کا یہاں نہایت اختصار کے ساتھ ہی ذکر ممکن ہے، کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ 400ء تک عیسائی دنیا میں یہ روایت عام ہو چکی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی ایک تصویر محفوظ ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس تصویر یعنی کفن مسیح کے منظر عام پر آنے کے بعد اس کی خصوصیت یعنی اس کا انسانی ہاتھوں سے نہ بنا ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں گو مختلف کہانیاں بن گئیں لیکن ان روایات کا جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اصل تصویر کا تعلق ادیسا سے تھا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ چوتھی صدی عیسوی کے آخر پر معروف ''بغیر انسانی ہاتھوں'' کے بنی ادیسا کی تصویر ہی درحقیقت حضرت عیسیٰؑ کا کفن ہے جو اب تورین کے کفن کے نام سے مشہور ہے۔

مضمون کے چند اہم مآخذ:

1. von Dobschtz: Christusbilder, Leipzig, 1899
2. Greisiger, Rammelt, Tubach: Edessa in hellenistischer-rmischer Zeit, Beirut, 2009
3۔ الذھبی: تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، بیروت 1987ء
4۔ ابن اثیر الجزری: الکامل فی التاریخ، بیروت، 1987ء
5. Segal: Edessa the blessed city, Oxford, 1970
6. Phillips: The Doctrine of Addai the Apostel, London, 1876
7. Eusebius: Church History, New York, 1984
8. Whitby: The Eccelsiastical History of Evagrius Scholasticus, Liverpool, 2000
9. Dewing: Procopius, History of the Wars, London, 1914
10. Lauer: Des Moses von Chorene Geschichte Gross-Armeniens, Regensburg, 1869
11. Donner: Pilgerfahrt ins Heillige Land, Stuttgart, 2002

بقیہ از صفحہ 16: **اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں**

مولوی امتیاز حسین کاظمی اور علامہ حنیف قریشی قادری نے عشقِ رسولؐ اور شان رسولؐ پر انتہائی پُراثر اور جذباتی تقریریں کیں اور علامہ حنیف قادری اپنے بیان کے دوران اس قدر جذبات میں آگئے کہ ان کا عمامہ ان کے سر سے گر گیا ان کے بال بکھر گئے ان کا مائیک گر گیا ان کے اس بیان اور حالت سے اجتماع پر رقت طاری ہو گئی اور تمام حاضرین عشق رسولؐ میں دھاڑے مار مار کر رونے لگے۔ انہوں نے غازی علم دین شہید اور حضرت بلالؓ کے عشق کی باتیں کیں تو جذبات کی شدّت سے میرا بھی دل رو پڑا۔ اور مَیں نے اسی وقت وہاں بیٹھے بیٹھے فیصلہ کیا کہ مَیں گورنر سلمان تاثیر کو ضرور قتل کروں گا کیونکہ انہوں نے ناموس رسالت کے قانون کو ''کالا قانون'' بھی قرار دیا تھا اور یہ گستاخ رسول آسیہ بی بی کی حمایت بھی کر رہا ہے۔

مَیں نے محرّر سے درخواست کی کہ مجھے گورنر پنجاب کے سکواڈ میں شامل کرو اس نے میری بات مان لی ......حملہ کرنے سے قبل مجھے مرنے کا خوف نہ تھا لیکن مجھے خدشہ تھا کہ اس سے گورنر بچ جائے گا...... جب میں نے گورنر پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تو دوسرے گارڈ میری طرف دوڑے۔ میں نے رائفل ہوا میں لہرائی اور ان سے کہا کہ فائر مت کرنا میری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں، وغیرہ وغیرہ''۔

ذیل میں ان تنظیموں کے اسماء درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے قاتل قادری کے حق میں کوششیں کی ہیں: تحریک اسلامی، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، شباب اسلامی، اے ٹی آئی۔ دعوت اسلامی، سنی تحریک وغیرہ وغیرہ۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047- 6212515

0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

بقیہ: دورہ یورپ از صفحہ نمبر 2

ہورہے ہیں، ہماری مساجد کو مسجد کہنے سے روکا جارہا ہے، بعض جگہ مساجد گرائی جارہی ہیں، بعض جگہ مسجد کو مسجد کی شکل دینے سے منع کیا جارہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ جلوے دکھارہی ہے۔ قادر کے کاروبار اس طرح بھی نمودار ہورہے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعداد ہر سال بڑھتی چلی جارہی ہے۔ پس یہ تعداد بڑھنا حقیقی معانی میں ہمیں اس وقت فائدہ دے گا جب ہم مسجدوں کی آبادی کی طرف بھی توجہ دیں، اپنی نمازوں کی طرف بھی توجہ دیں، اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ اور پھر ہر نیکی کی بات اختیار کرتے ہوئے آپس میں بھی نیکیوں کو فروغ دیں اور اس علاقہ میں بھی، یہاں کے رہنے والوں کو بھی ان نیکیوں کی طرف متوجہ کریں تا کہ ان لوگوں کو پتہ لگے کہ اسلام کی حقیقی تصویر کیا ہے۔ اور بندہ کا خدا سے تعلق کس طرح پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ہم بندوں کے حقوق نہیں ادا کرنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ کے حق بھی ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی ان لوگوں میں اس تبلیغ کو عام کر سکتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بندے کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر اس بات کی تجدید کی ہے کہ میں اس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہوں کہ بندہ کا خدا کے ساتھ تعلق جوڑوں اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں۔ پس اس مقصد کو لے کر ہر جگہ، ہر احمدی کو اپنا ایک امتیازی نشان ظاہر کرنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امیر صاحب نے ذکر کیا کہ یہ اتفاق ہے کہ یہاں کی، اس شہر کی، آبادی 32 ہزار ہے اور اس وقت جماعت احمدیہ کی تعداد جرمنی میں بھی 32 ہزار ہے۔ لیکن یہ اتفاق اگر حقیقی مومنانہ روح ہمارے اندر ہوگی، اگر ہم حقیقی عبادت گزار ہوں گے تو اس شہر کی آبادی میں بھی، ہماری آبادی بڑھ رہی ہوگی اور جماعت احمدیہ کی آبادی اس نسبت سے کئی گنا بڑھے گی جس نسبت سے اس شہر کی یا کسی بھی شہر کی آبادی بڑھ رہی ہوگی۔

پس ہماری یہ ذمہ داری ہے۔ ہم نے یہاں 32 ہزار پر اکتفا نہیں کرنا، چند سال پہلے، دس سال پہلے، بیس سال پہلے ہم چند تھے تو اب دسیوں میں یا سینکڑوں میں ہوگئے ہیں۔ پس اس بات کا خیال رکھیں کہ ایسے لوگوں کی آبادی کا بڑھانا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں، ہر فرد جماعت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مقامی لوگوں میں سے بھی لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ تو اگر آپ لوگوں کے نیک اثر ہوں گے، نیک عمل ہوں گے، عبادت کی طرف توجہ ہوگی، مسجد کا حق ادا کر رہے ہوں گے، ماحول کا حق ادا کر رہے ہوں گے، معاشرے کا حق ادا کر رہے ہوں گے، لوگوں میں پیار محبت اور بھائی چارے کی فضا کی تعلیم و ترویج کر رہے ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی آبادی کئی گنا بڑھتی چلی جائے گی۔ اور مسجد کی تعمیر کا یہی مقصد ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کو متعارف کروانا ہو، وہاں مسجدیں بنانی شروع کردو۔ پس اللہ کرے کہ آپ کی یہ مسجد بھی اس مقصد کو پورا کرنے والی ہو اور آپ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور خوبصورت تصویر اس علاقہ میں پیش کرنے والے ہوں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سنگِ بنیاد

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں ''مسجد بیت القادر'' کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنیادی اینٹ دعاؤں کے ساتھ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، ڈپٹی میئر Claus Dalinghaus صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب (ریجنل مبلغ سلسلہ)، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب (نائب صدر اوّل انصار اللہ)، مکرم حافظ مظفر عمران صاحب (نیشنل صدر خدام الاحمدیہ جرمنی)، مکرمہ امۃ الحیّ صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی)، مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب (نیشنل سیکرٹری وصایا)، مکرم مبشر احمد صاحب (ریجنل امیر)، مکرم محمد اشرف صاحب (صدر جماعت Vechta)، مکرم عتیق احمد صاحب (سیکرٹری تعلیم و تربیت)، مکرم نصیر احمد بٹ صاحب (زعیم انصار اللہ Vechta)، مکرم فخر احمد صاحب (قائد مجلس Vechta)، مکرمہ مبارکہ خانم صاحبہ (صدر لجنہ Vechta)۔

علاوہ ازیں واقفین نو میں سے درج ذیل دو بچوں نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی: عزیزہ نادیہ احمد (واقفہ نو)، عزیزم عاقب محمود (واقف نو)

سنگِ بنیاد کی اس تقریب کے دوران احباب جماعت زیرِ لب رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کی دعا کا ورد کرتے رہے۔

سنگِ بنیاد کی یہ تقریب دو بج کر پانچ منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین حضور انور کی زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

ریفریشمنٹ کے پروگرام کے بعد لوکل انتظامیہ اور عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ ڈپٹی میئر نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔

Vechta سے روانگی اور Osnabruk تشریف آوری

بعد ازاں اڑھائی بجے پروگرام کے مطابق یہاں سے اوسنابروک (Osnabruk) کے لئے روانگی ہوئی۔ Vechta سے Osnabruk کا فاصلہ 60 کلومیٹر ہے۔ قریباً 45 منٹ کے سفر کے بعد سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بشارت Osnabruk تشریف آوری ہوئی۔ مقامی احباب جماعت مرد و خواتین، بچوں اور بچیوں نے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ احباب نے نعرے بلند کئے اور بچوں، بچیوں نے دعائیہ اور استقبالیہ گیت پیش کئے۔ خواتین بھی اپنے ہاتھ بلند کرکے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم اشتیاق احمد صاحب ریجنل امیر، مکرم ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم رانا حفیظ احمد صاحب لوکل صدر جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

تین بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بشارت میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبلغ سلسلہ ساجد نسیم صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ ساری جماعت یہاں کی ہے۔ جس پر مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ بعض احباب ارد گرد کی جماعتوں سے بھی آئے ہیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد کے بیرونی احاطہ میں بڑا خوبصورت وسیع و عریض لان ہے۔ اسی لان کے ایک حصہ میں مرد احباب اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکیز لگائی ہوئی تھیں اور تمام مہمانوں کے لئے وسیع پیمانہ پر دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔

مسجد بشارت Osnabruk جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کے تحت تعمیر ہونے والی ابتدائی مساجد میں سے ہے۔ اس کا افتتاح 2001ء میں ہوا تھا۔ دو میناروں کے ساتھ مسجد بشارت بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ اس میں رہائشی حصہ کے علاوہ لائبریری بھی ہے اور مقامی جماعت کا دفتر بھی ہے۔ کچن وغیرہ کی سہولت بھی حاصل ہے۔

26 ستمبر 2005ء بروز سوموار Kiel جرمنی سے نن سپیٹ ہالینڈ جاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بشارت میں کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا تھا اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائی تھیں۔

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے اور لجنہ کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے نظمیں اور دعائیہ گیت پیش کئے اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر موجود تمام بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اب یہاں سے پروگرام کے مطابق ہالینڈ کے لئے روانگی تھی۔ چار بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ ہالینڈ کے لئے روانہ ہوا۔

Nunspeet (ہالینڈ) میں تشریف آوری

Osnabruk سے نن سپیٹ (ہالینڈ) کا فاصلہ 170 کلومیٹر ہے۔ قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد جرمنی، ہالینڈ کے بارڈر کے قریب ہائی وے کے اوپر واقع Hunye Ost Marche نامی ریسٹورینٹ کی بیرونی پارکنگ میں پہنچے۔ اس جگہ جماعت ہالینڈ سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔

ہالینڈ سے حضور انور کے استقبال کے لئے آنے والے وفد میں مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم نعیم احمد صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم حامد کریم صاحب مبلغ ہالینڈ، مکرم مبشر چودھری صاحب نائب امیر ہالینڈ، زبیر اکمل صاحب جنرل سیکرٹری، شعیب اکمل صاحب سیکرٹری مال، مکرم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب اور داؤد اکمل صاحب صدر خدام الاحمدیہ اپنی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت ان تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

جرمنی سے مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی، مکرم الیاس مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم عبداللہ سپراء صاحب، مکرم مظفر عمران صاحب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے ہمبرگ سے ہی یہاں تک ساتھ آئے تھے۔

یہاں سے آگے ہالینڈ کے لئے روانگی سے قبل جرمنی سے ساتھ آنے والے وفد نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور کو الوداع کرتے ہوئے ان سبھی احباب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں سے نن سپیٹ ہالینڈ کا فاصلہ 145 کلومیٹر ہے۔ پانچ بج کر 35 منٹ پر یہاں سے آگے ہالینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ 25 منٹ کے مزید سفر کے بعد سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت النور نن سپیٹ میں تشریف آوری ہوئی۔

جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے صف آراء تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی بیت النور پہنچی، بچیاں گروپس کی صورت میں خیر مقدمی نظمیں پیش کر رہی تھیں۔ ''اھلاً وسھلاً و مرحبا'' کے دعائیہ کلمات سے حضور انور کو خوش آمدید کہا جارہا تھا۔ احباب ہر طرف سے اپنے ہاتھ ہلا کر اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کر رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بلند کرکے سب کو بلند آواز سے السلام علیکم کہا اور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''بیت النور'' تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

12/اکتوبر 2011ء بروز بدھ:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے بیت النور تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پونے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق ایمسٹرڈیم کے قریب آباد شہر Amsteleveen کے لئے روانگی ہوئی۔

مکرم مرزا فخر احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی رہائش اسی شہر میں ہے۔ شہر کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا مکرم مرزا فخر احمد صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور ازراہ شفقت قریباً ایک گھنٹہ یہاں قیام فرمایا۔ سوا سات بجے یہاں سے واپسی ہوئی اور آٹھ بج کر بیس منٹ پر بیت النور نن سپیٹ تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آٹھ بج کر 35 منٹ پر بیت النور میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) میں جماعت احمدیہ کا یہ مشن ہاؤس ''بیت النور'' 1985ء میں خریدا گیا۔ سوا ایکڑ رقبہ پر مشتمل اس کمپلکس (Complex) میں چار بڑی عمارتیں ہیں۔ ابتدا میں یہ عمارت Recreation کے لئے بنائی گئی تھی۔ عمارت کا وہ بلاک جس میں مسجد ہے 1910ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس بلاک کے اوپر بائیس رہائشی کمرے ہیں اور غسلخانے و کچن اس کے علاوہ ہیں۔ دوسری بلڈنگ میں مختلف دفاتر ہیں۔ تیسرے بلاک میں بڑے بڑے ہال ہیں جو لجنہ کے زیر استعمال ہیں اور اسی بلاک میں اوپر والی منزل میں سات رہائشی فلیٹس بنائے گئے ہیں۔ ایک علیحدہ رہائشی بنگلہ اس کے علاوہ ہے۔

نن سپیٹ کے اس جماعتی مرکز ''بیت النور'' کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورہ ہالینڈ میں 13/ستمبر 1985ء کو فرمایا تھا۔ مسجد مبارک ہیگ کے بعد ہالینڈ میں یہ جماعت کا دوسرا سینٹر ہے۔

13/اکتوبر 2011ء بروز بدھ:

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دنیا کے مختلف ممالک اور جماعتی اداروں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔

سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نن سپیٹ کے مضافاتی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ کی سیر کے بعد سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس تشریف لائے۔

سیر سے واپس آتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سائیکل استعمال فرمایا۔ بیت النور کے ساتھ ہی جنگل کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جس میں سیر کے لئے اور سائیکل چلانے کے لئے مختلف راستے اور ٹریک بنے ہوئے ہیں۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف ہدایات سے نوازا۔

ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ امیر صاحب ہالینڈ، نیشنل سیکرٹری جائیداد، مکرم حمزہ صاحب آرکیٹیکٹ جماعت ہالینڈ اور احمدیہ آرکیٹیکٹ اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن کے دو ممبران مکرم عباس خانصاحب اور مکرم محبوب الرحمٰن صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی۔ اس میٹنگ میں بیت النور (نن سپیٹ) کی مختلف عمارات اور بلاکس کی اندرونی و بیرونی مرمت، بعض تبدیلیاں اور مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے معاملات پیش ہوئے۔ مکرم عباس خانصاحب اور محبوب الرحمٰن صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لندن سے اس میٹنگ کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ A بلڈنگ جس میں اس وقت ایک ہال بطور مسجد استعمال ہو رہا ہے، کے اندرونی حصہ کی اور نئی سیڑھیوں کی اور موجودہ مسجد والے حصہ کی جس کو کانفرنس اور نمائش اور تبلیغی پروگراموں کے لئے استعمال میں لانے کی تجویز ہے، کی تفصیلی پلاننگ کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے احمدیہ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن یورپین چیپٹر کو اس پلاننگ کی ہدایت فرمائی۔

C بلڈنگ جہاں باقاعدہ مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ اس بارہ میں حضور انور نے ہالینڈ جماعت کے آرکیٹیکٹ مکرم حمزہ صاحب کو ہدایت فرمائی کہ وہ مسجد اور باقی حصہ کی تفصیلی پلاننگ تین مختلف Options کے ساتھ تیار کرکے پیش کریں۔

اس جماعتی سینٹر کے چاروں طرف Fence لگانے، CCTv لگانے اور گیٹ لگانے کی حضور انور نے ہدایت فرمائی تاکہ سیکورٹی کا بہتر انتظام ہو سکے۔

Almere جماعت میں مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ نئی جگہ لے کر منظور شدہ نقشہ کے مطابق مسجد کی تعمیر کی کارروائی کی جائے۔

یہ میٹنگ آٹھ بج کر 35 منٹ پر ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/اکتوبر 2011ء بروز منگل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر **مکرمہ بشریٰ اسلم مرزا صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا اسلم بیگ صاحب مرحوم۔ ہنسلو) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مرحومہ 21/اکتوبر 2011 کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ہنسلو میں لجنہ اماء اللہ کی جنرل سیکرٹری، سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے 35 سال خدمت کی توفیق پائی۔ لجنہ سیکشن مرکزیہ کی ممبر بھی رہیں۔ نیک، دعاگو اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا اور ہر تحریک پر ہمیشہ لبیک کہتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب (نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے و صدر مجلسِ صحت) کی ہمشیرہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب (مربی سلسلہ۔ گلشن حدید کراچی)

مرحوم 8/ستمبر 2011ء کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1956ء میں بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوئے۔ 1962ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1974ء کو میدان عمل میں گئے۔ آپ نے بطور مربی سلسلہ تنزانیہ اور کچھ عرصہ نائب ناظم ارشاد وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل گلشن حدید کراچی میں بطور مربی سلسلہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ آپ سندھی، اردو، پنجابی اور سواحیلی زبانیں جانتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم فتح محمد صاحب بھٹی (کارکن سوئی گیس دفتر جلسہ سالانہ۔ ربوہ)

27/ستمبر 2011ء کو ہارٹ اٹیک سے 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق وتہ خیل ضلع میانوالی سے تھا۔ گاؤں میں بعض نامساعد حالات کی بناء پر آپ اپنی والدہ اور چھوٹے بھائی کے ساتھ ربوہ منتقل ہوگئے اور ربوہ آکر جماعت کے حسن اخلاق سے متأثر ہوکر احمدیت قبول کی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان اور علاقہ کے لوگوں نے ان کی شدید مخالفت کی۔ مقدمات بھی قائم کئے گئے اور تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ ان کی جان لینے کی بھی کوشش کی گئی۔ لیکن انہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آخر دم تک جماعت اور خلافت کا دامن تھامے رکھا۔ آپ کو دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریباً 39 سال بطور مکینک خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، شریف النفس، ہمدرد، مہمان نواز اور جماعت کے کاموں میں پورے خلوص اور جذبہ سے حصہ لینے والے نیک فطرت اور ہردلعزیز انسان تھے۔ آپ کے پسماندگان میں اہلیہ یادگار ہیں۔

(3) مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب اسلم (واقف زندگی۔ دارالعلوم غربی ربوہ)

13/اکتوبر 2011ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے قادیان سے مولوی فاضل کیا اور قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں وہاں سے آنے والے قافلے کے ساتھ ربوہ آئے۔ آپ وقف جدید اور تحریک جدید کے دفاتر میں خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔ لمبا عرصہ دارالیمن ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر رہے۔ اس کے علاوہ مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم کے ساتھ نائب صدر عمومی کے طور پر بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی نیک، وفا شعار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل جماعت احمدیہ لاہور میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرم لطف الرحمان فاروق صاحب (ابن مکرم میاں خوشی محمد صاحب مرحوم۔ ڈرائیور لجنہ اماء اللہ پاکستان)

8/اکتوبر 2011ء کو پھیپھڑوں کے کینسر سے 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے تقریباً 25 سال سے زائد عرصہ لجنہ اماء اللہ میں بطور ڈرائیور ملازمت کی اور اس سال ستمبر میں ریٹائر ہوئے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب نائب وکیل الاشاعت تحریک جدید کے چھوٹے بھائی تھے۔

(5) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد حنیف باجوہ صاحب۔ فیکٹری ایریا سلام۔ ربوہ)

23/اپریل 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے محلّہ فیکٹری ایریا میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کی پابند اور سب کے دکھ سکھ بانٹنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ اپنے محلّہ کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرم محمد صدیق صاحب (بستی صادق، صادق آباد، قطب پور تحصیل دنیاپور۔ ضلع لودھراں)

17/مئی 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے سندھ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور قطب پور میں صدر جماعت، سیکرٹری مال اور نگران حلقہ انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے انتہائی مخلص انسان تھے۔

(7) مکرم چوہدری محمد ضیاء الحق صاحب (آف امریکہ۔ حال لاہور)

12/مئی 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جماعت احمدیہ لاہور کے پرانے کارکن تھے۔ دارالذکر لاہور کی تعمیر اور امور عامہ کے شعبہ میں بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

(8) مکرمہ مریم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد عبداللہ بٹ صاحب۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ)

23/جون 2011ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ انتہائی بہادر اور احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ بہادری کا مظاہر کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ 1989 میں آپ کے چار بچوں کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی تو آپ نے نہایت صبر و ہمت کے ساتھ یہ وقت گزارا اور اس موقع پر آپ کا حوصلہ قابل رشک تھا۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔

(9) مکرم عبدالواحد صاحب (آف رحیم یار خان)

20/اگست 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہایت مخلص، انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق مثالی تھا۔ آپ کے گھر میں جماعت کا نماز سنٹر قائم تھا۔ خود بھی باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے اور حلقہ کے احباب کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ

پٹوار کے پیشے سے ریٹائر ہوئے تھے اس لئے جماعتی پراپرٹی کے سلسلے میں اکثر اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔غیر از جماعت احباب میں بھی اچھا اثر ورسوخ تھا۔مرحوم موصی تھے۔

(10) مکرمہ صادقہ جلیل صاحبہ (اہلیہ مکرم جلیل احمد خان صاحب۔آف احمد نگر)

6/اگست 2011ء کو 54 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے مقامی اور ضلعی سطح پر نائب صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ گو پڑھی لکھی نہ تھیں لیکن بہت باشعور، حوصلہ مند، نیک، صالحہ، دعاگو، تہجد گزار، ملنسار، شریف النفس اور بے لوث خدمت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے بہت لگاؤ تھا۔اطاعت اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتی تھیں اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔

(11) عزیزم معاذ احمد رازی صاحب (ابن مکرم فرخ حمید رازی صاحب۔آف اسلام آباد)

7/ستمبر 2011ء کو راول ڈیم میں نہاتے ہوئے ڈوب کر 19 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے اپنے حلقہ میں ناظم صحت جسمانی اور نائب سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل احمدیہ مسجد اسلام آباد میں سیکورٹی کی ڈیوٹی بھی سرانجام دیتے رہے۔2008ء میں مرکز میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاس میں بہترین طالب علم کا اعزاز حاصل کیا۔

(12) مکرم عبد الرشید بٹ صاحب (فیکٹری ایریا حلقہ سلام۔ربوہ)

7/ستمبر 2011ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں اور پھر تقریباً 26 سال روزنامہ الفضل میں ملازمت کی۔ بہت نیک، نمازوں کے پابند، شریف النفس اور سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔

(13) مکرم مشہود احمد صاحب (ابن مکرم غلام مصطفیٰ صادق صاحب آف دارالصدر غربی لطیف ربوہ)

6/مئی 2011ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔اپنے حلقہ میں سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل بطور نائب زعیم تربیت (انصار اللہ) خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

(14) مکرم کریم بخش صاحب (المعروف بے وس کملا۔ آف ڈیرہ غازی خان)

23/جولائی 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ جماعت کے حوالہ سے پنجابی اشعار کہتے تھے۔1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو لندن جلسہ پر بھی بلوایا تھا۔ 1992ء میں جب حالات خراب ہوئے تو ان پر بھی مقدمہ بنا جو تقریباً چار سال تک چلتا رہا۔

(15) مکرم محمد افضل ملک صاحب (آف سٹن)

26/ستمبر 2011ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے والد حضرت نادر خان ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کا تعلق جنرل اختر ملک صاحب اور جنرل عبد العلی ملک صاحب کے خاندان سے ہے۔آپ 1962ء میں یوکے آئے۔ نہایت نیک، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کی دونوں بیٹیاں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے شعبہ انگلش ڈاک میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

....

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31/اکتوبر 2011ء بروز سوموار مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نماز ظہر مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الکریم صاحب مرحوم۔آف لاہور) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

81 سال کی عمر میں لندن میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت حافظ عبد الجلیل خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، چندوں میں باقاعدہ، نہایت نیک، دعاگو اور مخلص خاتون تھیں۔آپ جماعتی اجلاسات اور دیگر پروگراموں میں بڑے اہتمام سے شامل ہوتیں۔دعوت الی اللہ کا خاص شوق تھا۔لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار اشعار زبانی یاد تھے۔خلافت سے پختہ تعلق تھا۔مرحومہ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور بہت نفیس طبیعت کی مالک تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم منور احمد خان صاحب عملہ حفاظت خاص کی والدہ اور مکرم منصور نور الدین صاحب مربی سلسلہ (ریسرچ سیل ربوہ) کی مادر نسبتی تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مولانا محمد اشرف اسحاق صاحب (مربی سلسلہ۔ وکالت اشاعت ربوہ)

4/ستمبر 2011ء کو بقضائے الٰہی 65 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1970ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔آپ کو لمبا عرصہ بیرونی ممالک میں خدمت کی توفیق ملی۔چنانچہ پہلے یوگنڈا اور تنزانیہ میں تقریباً ساڑھے آٹھ سال مقیم رہے۔پھر 1984ء تا 1989ء آپ نے بطور امیر ومشنری انچارج سورینام جنوبی امریکہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1992ء میں آپ کی تقرری فجی کے لئے ہوئی جہاں سے دسمبر 1995ء میں واپسی ہوئی۔بعد ازاں کچھ عرصہ شعبہ تاریخ احمدیت میں اور پھر وفات تک وکالت اشاعت تحریک جدید میں خدمت بجالاتے رہے۔مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے معتمد بھی رہے۔اور لمبا عرصہ آپ نے کوارٹرز تحریک جدید میں صدر محلّہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔بہت ملنسار، مہمان نواز، خاموش طبع، نرم مزاج اور خلافت کے ساتھ پختہ تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ العزیز ادریس صاحبہ (آف امریکہ۔ اہلیہ مکرم مرزا ادریس احمد صاحب مرحوم۔مبلغ سلسلہ انڈونیشیا)

25/اکتوبر 2011ء کو امریکہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت خان صاحب فرزند علی خان صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن) کی پوتی تھیں۔لجنہ ربوہ کے مرکزی دفتر میں آفس سیکرٹری کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔وفات سے قبل امریکہ میں مستورات کو انٹرنیٹ پر قرآن کریم باترجمہ پڑھاتی تھیں اور 26 پارے مکمل کر چکی تھیں۔پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ نجاح خباز صاحبہ (آف حمص۔سیریا)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1997ء میں بیعت کی توفیق پائی۔آپ کے چاروں بچے بھی احمدی ہیں۔ ان کے بچوں کی بیعت پر باقی رشتہ داروں نے بائیکاٹ کیا تو آپ نے بڑی بہادری سے اپنے بچوں کا ساتھ دیا اور خاندان کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔آپ نظام جماعت کی پابندی کرنے والی اور خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والی بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(4) مکرمہ خدوجہ الطاہر الغول صاحبہ (والدہ مکرم حمزہ فرجانی صاحب) آف لیبیا

آپ 12/ستمبر کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 2007ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی۔ پھر ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں ان کے میاں، بیٹی، بیٹے اور ان کے بھائی کو بھی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ اپنے تمام رشتہ داروں اور ہمسایوں کو تبلیغ کیا کرتی تھیں۔سکول ٹیچر تھیں۔اپنی ساتھیوں کو ایم ٹی اے کی فریکوینسی بتایا کرتی تھیں تاکہ وہ براہِ راست اس سے فیضیاب ہوسکیں۔بڑی مخلص اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔

(5) مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب (ابن مکرم شہاب الدین صاحب مرحوم۔) ربوہ

18/ستمبر 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔تقسیم ہندوستان کے بعد حفاظت مرکز (قادیان) کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر انہیں بہشتی مقبرہ قادیان میں ڈیوٹی کی سعادت نصیب ہوئی۔پھر آپ محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں سلسلہ کی بطور مکینک خدمت کی توفیق پائی۔بعد ازاں لیہ، قائد آباد اور سرگودھا قیام کے دوران مختلف حیثیتوں میں مجلس انصار اللہ اور جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔عمر کے آخری حصہ میں ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔آپ بڑے مخلص، باوفا اور خلافت سے گہری محبت رکھنے والے نیک انسان تھے۔اللہ کے فضل سے موصی تھے۔آپ کے پسماندگان میں پہلی اہلیہ مرحومہ سے چار بیٹیاں اور تین بیٹے جبکہ دوسری اہلیہ اور ان سے دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم محمد جلال شمس صاحب (انچارج ٹرکش ڈیسک لندن) اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے ماموں تھے۔

(6) مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد شریف خان صاحب مرحوم۔) فیکٹری ایریا ربوہ

11/اکتوبر 2011ء کو مختصر سی بیماری کے بعد 87 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، احمدیت کی فدائی اور خلافت کے ساتھ محبت وعشق کا تعلق رکھنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔قرآن کریم سے والہانہ پیار تھا۔اپنی اولاد کو بھی نماز باجماعت اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلاتی رہتیں۔میاں کی وفات کے بعد بیوگی کا لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر کے ساتھ گزارا۔اپنوں اور غیروں سے بہت پیار سے پیش آتیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم محمد جلال شمس صاحب (انچارج ٹرکش ڈیسک لندن) اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی پھوپھو تھیں۔

(7) مکرم عبد الحمید غازی صاحب (آف لندن)

11/ستمبر 2011ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے خلافت رابعہ کے دور میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ انگلش ڈاک میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔کچھ عرصہ سعودی عرب میں بھی رہے۔اس دوران آپ کو حضرت مسیح موعو علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے حج کرنے کی سعادت بھی ملی۔صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور بزرگ انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں سات بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر مجلس انصار اللہ یوکے) کے سسر تھے۔

(8) مکرمہ امۃ الحفیظ ثریا غازی صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الحمید غازی صاحب مرحوم۔آف لندن)

اپنے میاں کی وفات کے تین ہفتے بعد 6/اکتوبر کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ محترم مہاشہ محمد عمر صاحب کی بیٹی اور حضرت منشی کرم علی کاتب صاحب رضی اللہ عنہ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی نواسی تھیں۔پابند صوم وصلوٰۃ، نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعت اور خلافت سے والہانہ محبت تھی۔بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن شریف پڑھایا۔مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔لجنہ کے کاموں میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔آپ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب (صدر انصار اللہ یوکے) کی مادر نسبتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرم اصغر علی صاحب (آف اٹلی)

16/ستمبر 2011ء کو ایک ٹریفک حادثے میں پاکستان میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اٹلی میں آپ نے نیشنل جنرل سیکرٹری، سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری مال اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ اٹلی میں آنے والے احمدیوں کی مدد کرتے اور عزیز رشتہ داروں سے بھی بہت ہمدردی کے ساتھ پیش آتے تھے۔مرحوم مہمان نواز، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرمہ حسین بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم راجہ محمد حسین صاحب۔پینشنر محافظ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

19/اگست 2011ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔صوم وصلوۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں حسب استطاعت حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور 1950ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئیں۔

(11) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب۔دارالیمن غربی ربوہ)

2/اکتوبر 2011ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعاگو، غریب پرور اور ہمدرد خاتون تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں اور چندوں کی ادائیگی کی آپ کو بہت فکر رہتی تھی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

’’بغیر ہاتھوں‘‘ کے بنی تصویر

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی)

یہ جمعہ کا دن تھا اور ماہ نیسان کی 14 تاریخ۔ مشرقی اُفق پر آج سورج نکلتے وقت معمول سے کچھ زیادہ ہی سرخ نظر آ رہا تھا۔ شائد یہ اس آندھی کا اثر تھا جو دور صحراء میں اٹھ رہی تھی اور چند گھنٹوں بعد شہر کے مکینوں کی شقاوت قلبی پر ماتم کرتے ہوئے دیوار گریہ سے سرٹکرانے والی تھی۔ صبح ہی سے لوگوں میں ایک گونہ ہیجان برپا تھا کیونکہ شہر کے مکینوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ آج یہوشواع بن میریام کو صلیب پر سزائے موت دی جانے والی ہے۔ یہوشواع ایک مشہور شخص تھا۔ اس کے ہاتھوں پر معجزانہ شفا کے واقعات کا چرچا دور ونزدیک پھیل چکا تھا۔ وہ عام مولویوں کی طرح اٹکلوں اور اندازوں سے بات نہ کرتا تھا بلکہ صاحب بصیرت ہونے اور روح القدس کی تائید حاصل ہونے کی بنا پر اقتداری گفتگو کرتا تھا۔ روحانیت پر اس کی گفتگو پرانے قصوں کی بجائے ذاتی تجارب کا نور لئے ہوئے تھی۔ اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ ان کے آباء کے بیان کے مطابق مسیح نے تو آ کر ان کو غلامی سے نجات دلانی تھی نیز اس سے پہلے ایلیا نے آسمان سے اترنا تھا لیکن یہوشواع کے ساتھ تو نہ سپاہ تھی نہ مال اور ایلیا کی آسمان سے اترنے والی بگھی کا تو دور دور تک نام ونشان نہ تھا۔ پھر یہوشواع مسیح کیونکر ہوسکتا تھا؟ دوسروں کو اسیری سے رہا کرنا تو درکنار وہ تو خود مقید تھا اور چند گھنٹوں میں بظاہر ایک ذلت امیز موت سے دوچار ہونے والا تھا۔ آج صبح ہی 71 علماء اُس کے خلاف متفقہ طور پر کفر اور اس کے نتیجہ میں اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے۔ لیکن پھر بھی لوگوں کے دل میں ایک بے یقینی تھی کیونکہ یہوشواع نے اعلان کر رکھا تھا کہ خدا اس کو ذلت اور ناکامی کی موت سے ضرور بچائے گا۔

لوگ سوچتے تھے کہ اگر وہ موت کے منہ سے بچ نکلا تو؟ اگر ایسا ہو گیا تو یہ اس کی سچائی اور علماء کی غلطی پر ایک بھاری دلیل ہوگی۔ چنانچہ آج غروب آفتاب کے ساتھ ہی ایک فریق کی ہزیمت یقینی تھی۔ علماء اس بات کو یقینی بنانے پر کمر بستہ تھے کہ یہ موت اُن کا مقدر نہ ہو۔ ملک کے اس حصہ پر اس وقت رومی سلطنت کی حکومت تھی جس کا گورنر ہی سزائے موت دینے کا مجاز تھا۔ اسی لئے علماء نے پورا زور لگایا تھا کہ مبادا رومی گورنر اسے چھوڑ ہی نہ دے۔ اپنی عوام میں تو وہ اسے کلمہء کفر کا مرتکب قرار دیتے تھے جبکہ رومی حاکم کے روبرو سلطنت کا باغی بتاتے تھے۔ قوم کی یہی انتہا تک پہنچی ہوئی مخالفت تھی جس نے یہوشواع کو سراپا محبت ہونے کے باوجود ان پر لعنت ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بہت جلد یہ لعنت اپنا رنگ دکھانے والی تھی لیکن تنگ نظر اور ظالم مولوی اور ان کی اندھی تقلید کرنے والے جاہل عوام اس بات سے بے خبر تھے۔

رومی قانون کے مطابق آج صبح دو سپاہیوں نے اسے کوڑوں کی سزا بھی دی تھی۔ یہ کوڑے ایک ڈنڈے کے سر پر لگے چمڑے کے تسموں پر مشتمل تھے۔ ہر تسمے کے آخر پر تین حصے ہو جاتے تھے جن میں دھات یا ہڈی کے ٹکڑے بندھے ہوئے تھے۔ ہر دفعہ کوڑا لگنے پر تسمے جلد پر اپنا نشان چھوڑتے اور ہڈی یا دھات کے تینوں ٹکڑے ایک تکون بناتے ہوئے جسم میں پیوست ہو جاتے اور وہاں سے خون بہنا شروع ہو جاتا۔ اسی اثناء میں ایک سپاہی کانٹوں کا تاج لایا جو اس نے یہوشواع کے سر پر چڑھا دیا۔ کانٹے سر میں پیوست ہو گئے اور جگہ جگہ سے خون بہنے لگا۔ ماتھے پر ایک کانٹا خون کی ایک شریان میں گھس گیا۔

شہر کے مکین، لڑکے بالک، عورتیں بکثرت اس راستہ پر کھڑے تھے جو مقتل کو جاتا تھا۔ اکثر تو صرف تماشہ دیکھنے کے شوق میں لیکن بعض ایسے بھی تھے جو اس کو ملامت کرنا ایمان کا تقاضا سمجھتے تھے۔ قتل گاہ کی جانب اس کا تاریخ ساز سفر اس شان سے شروع ہوا کہ اپنی صلیب بھی اس نے خود اٹھا رکھی تھی! لکڑی بھاری تھی اور وہ مضمحل۔ گرفتاری سے پہلے کی ساری رات اس کی روح خدا کی دہلیز پر ان بدنصیبوں کے غم میں پگھلتی رہی تھی جو اس وقت کھڑے اس کی تضحیک کر رہے تھے۔ اسے یہ غم کھائے جاتا تھا کہ لوگوں کی حد سے بڑھی ناحق مخالفت انہیں خدا تعالیٰ کی سزا کا موجب بنائے گی۔ کچھ دور جا کر وہ گر پڑا۔ تب سپاہیوں نے ایک شخص کو اس کی صلیب اٹھانے کا حکم دیا۔ مقتل پر پہنچ کر لوہے کے لمبے کیلوں سے اس کے ہاتھ پاؤں صلیب کی لکڑی پر ٹھونک دیئے گئے اور صلیب اپنے مقام پر ایستادہ کر دی گئی۔ اس کے زخموں سے بہنے والا خون جسم پر سیدھی لکیریں بناتا ہوا نیچے کی طرف بہنے لگا۔ اس کی ماں اور بیوی صلیب سے کچھ فاصلے پر بے بس اور حزین کھڑی تھیں۔ تب اس بے بسی اور کمزوری کی حالت میں بے اختیار اس کے منہ سے نکلا: ایلی، ایلی اے میرے خدا، اے میرے خدا۔ لِمَا شَبَقْتَانِی، تونے مجھے کیونکر چھوڑ دیا؟

کیا خدا نے اسے چھوڑ دیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ ہمیشہ کی طرح ابتلا کے شروع ہونے سے بہت پہلے خدا نے اپنے باریک در باریک لیکن مضبوط و بالا منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا تھا۔ ہمیشہ کی طرح خود دشمنوں کے منصوبے کے اندر سے ہی ان کی ناکامی کے اسباب ابھرنے لگے تھے۔ ہمیشہ کی طرح دعاؤں کے مانگے جانے سے بھی بہت پہلے اس کی تقدیر وہ فیصلے کر چکی تھی جو ان دعاؤں کی قبولیت پر منتج ہونے والے تھے۔ ہمیشہ کی طرح وہ دشمنوں کو پوری طرح اپنے تمام تر ذرائع کو بروئے کار لانے کی مہلت دینے کے بعد ان کے بظاہر عظیم الشان منصوبوں کی خاک اڑانے والا تھا۔ دور صحراء میں ریت کے باریک ذرّوں پر مشتمل اٹھنے والی آندھی اب بہت قریب آن پہنچی تھی۔

حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو بہرصورت صلیب دلوانے کی خواہش میں کافی وقت ضائع ہو چکا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رومی حاکم کو سزا دینے میں سخت تأمّل اور تردد تھا۔ اپنی فراست سے وہ جان گیا تھا کہ آپؑ بے قصور ہیں۔ اس کی بیوی کا خواب، جو اس نے اسی رات دیکھا تھا، اس کو مزید خوف دلاتا تھا۔ لیکن وہ شہر کے مکینوں کی سرکشی سے ڈرتا بھی تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ قیصر روم کے سامنے اس پر کسی غداری کی طرف داری کا الزام لگے۔ تب کافی ردوکد کے بعد بادل ناخواستہ اس نے عیسیٰؑ کو صلیب دینے کے حکم نامہ پر صاد کر ہی دیا۔

ابھی مسیحؑ کو صلیب پر چڑھائے چند گھنٹے ہی گزرے تھے کہ آندھی یروشلم تک آن پہنچی اور ہر سُو اندھیرا چھانے لگا۔ تب ظاہر پرست علماء کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں سورج غروب ہو کر سبت کا مقدس دن نہ شروع ہو جائے جس میں کسی کا صلیب پر لٹکے رہنا توراۃ کی رُو سے ممنوع تھا۔ چنانچہ ان کے کہنے پر اس دن صلیب دیئے جانے والے تینوں افراد کو فوراً صلیب سے اتارنے کا فیصلہ ہوا۔ اس وقت تک تینوں زندہ تھے اس لئے سزائے موت کو پورا کرنے کے لئے سپاہیوں نے ان کی ٹانگیں توڑنے کا ارادہ کیا جس سے فوری موت واقع ہو جاتی تھی۔ مسیحؑ کے پاس آنے والے سپاہی نے خیال کیا کہ آپؑ فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ مزید تسلی کی خاطر اس نے آپؑ کی پسلی پر اپنے نیزہ کی اَنی سے زخم لگایا۔ آپؑ نے بے ہوش ہونے کی وجہ سے کوئی ردعمل نہ دکھایا تو سپاہی سمجھا کہ آپؑ فوت ہو چکے ہیں اس لئے اس نے آپؑ کی ہڈیاں توڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب مسیحؑ کو صلیب سے اتار کر شاگردوں کے حوالے کیا گیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مسیحؑ ابھی زندہ تھے۔ چنانچہ فوری طور پر بھاری مقدار میں (34 کلوگرام) زخم کو مندمل کرنے والی ادویات اور مرہم منگوائی گئیں اور مسیحؑ کو ایک مقبرہ کے کمرہ میں رکھ کر اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ رات دن دو شاگرد (یوسف اور نیکودیموس) مقبرہ میں مسیحؑ کے پاس مرہم پٹی اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ دوسرے دن، یعنی ہفتہ کو، رات گئے مسیحؑ نے آنکھیں کھولیں۔ اس وقت یوسف مرہم پٹی کرنے کے بعد نصف شب کو انتہائی انہماک سے دعا میں مصروف تھا۔ دعا میں استغراق سے یوسف کے جسم سے پسینہ پھوٹ رہا تھا۔ اپنے مخلص و باوفا شاگرد کو یوں عبادت میں مگن دیکھ کر مسیحؑ نے فرط محبت سے اس کی پیشانی کو چوم لیا۔ صبح سویرے ہی ایک زلزلہ آنے پر لوگوں کی افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دونوں شاگرد سہارا دے کر مسیحؑ کو مقبرہ سے باہر لائے۔ ازاں بعد جب تک زخم مندمل نہ ہو گئے آپؑ مختلف مقامات پر پوشیدہ رہے۔ اس دوران صرف انتہائی نزدیکی لوگوں کو ہی آپؑ سے ملنے کا موقع دیا گیا۔ زخم مندمل ہونے پر آپؑ دمشق کے راستہ رومی سلطنت کی حدود سے باہر چلے گئے۔

مسیحؑ کا وہ کفن، جس میں لپیٹ کر آپؑ کو مقبرہ میں رکھا گیا تھا، خون کے مختلف نشانات سے پُر تھا۔ صلیب پر اور بعد کو مقبرہ میں بہنے والے خون کے نشانات میں واضح فرق تھا۔ صلیب پر بہنے والے خون کا رخ کھڑا ہونے کی بنا پر پیروں کی جانب تھا جبکہ مقبرہ میں بہنے والے خون کا رُخ آپؑ کے لیٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے کمر کی جانب۔ پس کفن سے ثابت ہوتا تھا کہ مقبرہ میں حضرت عیسیٰؑ زندہ ہی تھے اور اسی لئے مقبرہ میں بھی آپؑ کے زخموں سے خون بہتا رہا تھا۔ ایک حیرت انگیز بات یہ واقع ہوئی کہ کفن پر مسیحؑ کی پوری شبیہ اتر آئی تھی......ایک ایسی تصویر جو کسی انسانی مصور نے نہ بنائی تھی اور جس کی اصل حقیقت دو ہزار سال بعد آنے والے مسیح محمدی کے دور میں ظاہر ہونا تھی۔ یہ تصویر اس لحاظ سے ایک معجزہ تھی کہ انسانی ہاتھوں سے نہ بنی تھی اور اس بات کا ثبوت تھی کہ آپؑ صلیب سے زندہ اتر آئے تھے۔

مسیحؑ کی بغیر ہاتھوں کے بنی تصاویر

مذاہب عالم میں حضرت عیسیٰؑ شائد وہ واحد نبی ہیں جن کے متعلق ’بغیر ہاتھوں کے‘ بنی ہوئی تصویر (aceiropoihtoz) کا ان کے پیروکاروں میں قدیم سے ذکر ملتا ہے۔ باقی انبیاء کے متعلق ان کے ماننے والوں نے اگرچہ بعد میں مورتیاں اور تصاویر تو ضرور بنائی ہیں جیسا کہ حضرت کرشنؑ اور بدھؑ کی مورتیاں یا انبیاء کے نشانات کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کے نشانات وغیرہ لیکن تصاویر اور وہ بھی بغیر ہاتھوں کے بنی ہوئی تصاویر کی روایات شائد حضرت عیسیٰؑ سے ہی مخصوص ہیں۔

در اصل قدیم عیسائی روایات میں ایسی بغیر ہاتھوں کے بنی ہوئی تصاویر کا ذکر کفن مسیحؑ کی اصلیت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم عیسائیوں کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی تصویر معجزانہ طور پر کسی کپڑے پر اتر آئی ہے اور محفوظ بھی ہے۔ جیسا کہ ذیل کے مضمون سے پتہ چلے گا، بعض وجوہ کی بنا پر یہ تصویر ایک لمبا عرصہ مخفی رکھی گئی تھی۔ اس لئے عوام تو عوام عیسائی اکابرین میں بھی اس تصویر کے متعلق صحیح علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ چنانچہ صحیح علم نہ ہونے اور قصہ خوانوں کی مبالغہ آمیزیوں کے باعث ان تصاویر کے متعلق مختلف کہانیاں مشہور ہو گئیں۔ ان کہانیوں کا مطالعہ اور تجزیہ کفن مسیحؑ کی تاریخ کے متعلق بعض امور واضح کرتا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت عیسیٰؑ کی طبعی وفات کا اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت اس دعویٰ کی سچائی کے لئے کئی ثبوت ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ 1898ء میں اطالوی فوٹوگرافر سکونڈو پیا نے پہلی مرتبہ کفن مسیحؑ کا کیمرے سے فوٹو اتارا تو اس کے نتیجہ میں کفن پر حضرت عیسیٰؑ کی واضح تصویر اور خون کے نشانات کی دریافت ہوئی ورنہ عام حالات میں اس تصویر کے خدوخال بمشکل اور غیر واضح نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کفن مسیحؑ کی اصلیت کے کئی ثبوت بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ ’’ہاتھ سے نہ بنی تصاویر‘‘ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ذیل کے مضمون میں حضرت عیسیٰؑ کی ان انسانی ہاتھ سے نہ بنی تصاویر کے متعلق تین مشہور روایات اور ان کا تجزیہ پیش خدمت ہے۔

1۔ ادیسا کی تصویر

ان عیسائی روایات میں سب سے مشہور، قدیم ترین اور تاریخی لحاظ سے اہم وہ روایت ہے جو ادیسا سے منسوب ہے۔ چونکہ غالباً یہ روایت اصل کفنِ مسیحؑ کے متعلق ہے اسلئے قدرے تفصیل سے اس کا ذکر پیش ہے۔

ادیسا ترکی میں موجود شہر ’’اُرفا‘‘ کا پرانا نام ہے جو کہ دریائے فرات کے کنارے آباد ہے اور عربوں میں ’’روحا‘‘ کے نام سے مشہور تھا۔ چوتھی صدی عیسوی میں حضرت عیسیٰؑ کا اس شہر سے تعلق عیسائی دنیا میں عام طور پر مشہور تھا۔ چنانچہ معروف عیسائی مورخ اوزبیوس (متوفی 339ء) نے اپنی کتاب ’’تاریخ کلیسا‘‘ میں لکھا ہے کہ جب ادیسا کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق سنا کہ آپؑ بیماروں کو اچھا کرتے ہیں تو ایک نمائندہ کے ہاتھ آپؑ کو خط لکھ کر درخواست کی کہ آپؑ اس کے دوران سر کی بیماری کا علاج فرمائیں۔ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا ایک شاگرد بادشاہ کے پاس بھجوایا گیا (اوزبیوس کی تاریخ کلیسا، کتاب 1، باب 13)۔ اسی طرح 384ء میں سپین سے ایک عیسائی راہبہ مقامات مقدسہ کی زیارت کو شرق اوسط گئی۔ اس راہبہ نے ادیسا کی زیارت بھی کی اور وہاں موجود تبرکات اور اہم مقام اسے دکھائے گئے۔ اپنے سفرنامہ میں مذکورہ راہبہ نے بھی ادیسا کے بادشاہ کی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ خط و کتابت کا ذکر کیا ہے گو اس نے تصویر کا ذکر نہیں کیا۔

البتہ چند سال بعد قریباً 400ء کی ایک روایت (Doctrina Addai) میں یہ ذکر ملتا ہے کہ بادشاہ کے پیامبر نے حضرت عیسیٰؑ کی ایک تصویر بھی بنائی تھی جو اس نے واپس آ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ گویا چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں یہ بات مشہور

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:
AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت مرزا محمد اشرف صاحب بلانویؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14؍مئی 2009ء میں حضرت مرزا محمد اشرف صاحب بلانویؓ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت مرزا محمد اشرف صاحبؓ یکم جنوری 1907ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان سے وابستہ ہوئے۔ 1914ء میں آڈیٹر اور 1922ء سے ریٹائرمنٹ تک محاسب کے عہدہ پر فائز رہے۔ اس دوران آپؓ نے صدر انجمن کے مالی نظام کو مضبوط بنانے کی ہرممکن کوشش کی۔ آپؓ کی تجویز سے ہی پراویڈنٹ فنڈ کا سلسلہ شروع ہوا جس کے سرمایہ سے جماعت کے لئے نئی آمد ہونے لگی اور اسی سے مسجد اقصیٰ سے متّصل وہ شاندار مکان خریدا گیا جس میں بعد میں صدرانجمن احمدیہ کے دفاتر منتقل ہوئے۔ 14؍مئی 1932ء کو آپؓ کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی گئی جس میں خطاب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ’’......مرزا محمد اشرف نے بھی اس نظام میں کام کیا ہے اور اس میں کام کرنے والوں کی یہ ترقی نہیں کہ وہ مثلاً تیس روپیہ تنخواہ سے شروع ہوکر سو روپیہ پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی بیشک ترقی ہے لیکن اصل چیز کے مقابلہ میں یہ بالکل ہیچ ہے۔ ہر کارکن خواہ وہ اپنی حیثیت کو سمجھے یا نہ سمجھے بہرحال اگر اس نے اخلاص سے کام کیا ہے تو وہ اس عظیم الشان عمارت میں بمنزلہ بنیاد کے ہے جس کی عظمت کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ...... مرزا محمد اشرف صاحب کو مَیں نے دیکھا ہے اور ان کی یہ بات مجھے ہمیشہ پسند آئی کہ وہ اس طرح کام کرتے رہے ہیں جس طرح ایک عورت اپنے گھر میں کام کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اُس کے پاس کتنا سرمایہ ہے اور وہ اس سے کس طرح بہتر سے بہتر کام لے سکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ قلیل سے قلیل رقم میں ہی سب کام نپٹالوں۔ ان کے اندر ہمیشہ یہی روح کام کرتی رہی ہے کہ سلسلہ کا صیغہ مالیات مضبوط چٹان کی طرح ہو اور چونکہ میرے اپنے خیالات کی روح بھی اسی طرف ہے اس لئے مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی تھی اور ہمیشہ اطمینان رہتا تھا کہ مالیات کی باگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جو اسے صحیح طریق پر چلا رہا ہے۔‘‘

مکرم محمد شفیع سلیم پوری صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30؍مئی 2009ء میں مکرم محمد شفیع سلیم پوری صاحب نے اپنا اور اپنے خاندان کا تعارف پیش کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ مَیں 18 جون 1924ء کو مکرم کرم الٰہی صاحب کے ہاں چار بیٹیوں کے بعد پیدا ہوا۔ پرائمری کے بعد والد نے تعلیم کا خرچ اٹھانے سے انکار کردیا۔ میرے والد نے ایک دور کا رشتہ دار لڑکا پالا تھا جو مجھ سے بیس سال بڑا تھا اور سیالکوٹ میں درزی کی دکان کرتا تھا۔ اُس نے مجھے تعلیم حاصل کرنے میں مدد دی اور اس طرح مختلف سکولوں میں پڑھتے ہوئے مَیں نے میٹرک پاس کیا۔ دو بہنیں اور تین بھائی مجھ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ بچپن سے ہی نماز پڑھنے کا خاص شغف تھا۔ کبھی بیماری میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔ جب ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا تو ہمارے گاؤں کے ایک احمدی ملک محمد حسین صاحب مجھ سے الفضل پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ وہ باتوں باتوں میں مجھے احمدیت کی صداقت سے بھی آگاہ کرتے۔ مَیں بھی دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر فرمادے۔ آٹھویں جماعت میں تعلیم کے دوران ہی احمدیت کی صداقت مجھ پر ظاہر ہوگئی۔ میٹرک کے دوران بیعت کرنے کی شدید خواہش تھی لیکن مخالفت کے خوف سے خاموش رہا۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے سے پہلے اپریل 1942ء میں بیعت فارم پُر کردیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے میری بیعت منظور فرمالی اور اس کے ساتھ ہی میرا سارا گاؤں میرا مخالف ہوگیا تاہم میرے والد نے مخالفت نہیں کی اور چپ رہے۔ جلد ہی مَیں فوج میں حوالدار کلرک بھرتی ہوگیا اور برما کے محاذ پر بھجوادیا گیا۔ مَیں نے وہاں الفضل لگوالیا، لٹریچر بھی منگواتا اور خوب تبلیغ کرتا۔ ملیریا بخار کی وجہ سے مجھے علاج کے لئے پہلے بنگلور اور پھر لاہور آنا پڑا۔ لاہور کے سفر کے دوران بٹالہ ریلوے سٹیشن پر اُتر گیا اور پہلی بار قادیان کی زیارت کو چلا گیا۔ تانگہ والے نے بہشتی مقبرہ میں اتار دیا۔ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک کے ساتھ لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد خدام وہاں پہنچے اور مجھے چارپائی پر ڈال کر ہسپتال لے گئے۔ دو ہفتہ وہاں رہا اور پھر لاہور چلا آیا جہاں ہسپتال والوں نے فوجی سروس سے 1946ء میں فارغ قرار دیدیا۔

1949ء میں مجھے نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ میرے دو چھوٹے بھائیوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ ایک بھائی محمد اسحٰق کراچی میں ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگیا۔ اُس کی جیب میں وقف زندگی کا فارم پُر کیا ہوا ملا۔

1945ء میں میری شادی ہوگئی۔ منگنی بچپن میں ہوگئی تھی لیکن میرے احمدی ہونے پر رشتہ توڑنے پر بہت دباؤ ڈالا گیا۔ تاہم میرے سسر جیون بخش صاحب نے کہا کہ وہ زبان دے چکے ہیں اب لڑکا احمدی ہو یا کچھ اَور ہوجائے، زینب بی بی اُس کو ہی دوں گا۔ شادی کے بعد مَیں نے بیوی سے کہہ دیا کہ مَیں تمہیں احمدی ہونے پر مجبور نہیں کروں گا۔ پاکستان بننے کے بعد 1949ء میں پہلے جلسہ سالانہ ربوہ میں اپنی بیوی اور بچہ کے ساتھ شریک ہوا۔ چار سال مسلسل جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے بعد میری بیوی نے ازخود بیعت کرلی۔ چند سال بعد وصیت بھی کرلی۔ جنوری 2001ء میں زینب بی بی وفات پاگئیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

1954ء میں مَیں نے پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ میں مستقل سروس کرلی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے مشورہ پر جماعتی کتب کی ایجنسی بھی لے لی۔ 1985ء میں ریٹائر ہوکر اپنے گاؤں سلیم پور آگیا۔ اس دوران ایک لاکھ روپے سے زیادہ رقم کی کتب فروخت کرکے مرکز میں رقم ارسال کی۔ گاؤں میں صدر جماعت، زعیم انصاراللہ اور کئی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ میرا بڑا بیٹا جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہے۔ دوسرا بیٹا PIA میں انجینئر اور تیسرا M.Sc, M.Ed. کرنے کے بعد ہائی سکول میں سینئر میتھ ٹیچر ہے۔ واہ کینٹ میں اپنی قلیل آمدنی سے بچوں کو تعلیم دلانا مشکل تھا۔ چنانچہ میری اہلیہ نے گاؤں میں رہ کر دستکاری کا کام کیا اور بچوں کے تعلیمی اخراجات اٹھانے میں میری مدد کی۔

گاؤں میں میرا خستہ حالت کا مٹی کا بنا ہوا مکان تھا۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ سے دعا کی درخواست کی تو حضورؒ کی طرف سے تسلّی بخش جواب آیا۔ میری ریٹائرمنٹ پر تیس سال کی سروس بنتی تھی۔ بتیس سال سروس کرنے والوں کو فیکٹری کی طرف سے پلاٹ دیئے جانے تھے۔ حضورؒ کی دعا سے فیکٹری کے چیئرمین نے ہدایت دی کہ جس نے فوجی سروس کی ہے وہ بھی شمار کی جائے۔ اس طرح مجھے بھی پلاٹ مل گیا۔ یہ پلاٹ 1995ء میں پانچ لاکھ روپے میں بیچا اور گاؤں میں دومنزلہ پختہ مکان بنانے کی توفیق مل گئی۔

میرے دو بیٹوں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کی دعاؤں کے طفیل فضل فرمایا اور دونوں کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے۔

فلسفۂ تاریخ کا بانی......ابن خلدون

پندرہ روزہ ’’المصلح‘‘ کراچی جولائی 2009ء میں علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون اور اُس کے فلسفۂ تاریخ (علمِ عمرانیات) کے بارہ میں ایک مضمون مکرم طارق احمد بٹ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

فلسفۂ تاریخ کے بانی ابن خلدون 27؍مئی 1332ء کو تیونس میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق اندلس کے ایک خاندان سے تھا جو ساتویں صدی ہجری میں سپین سے تیونس منتقل ہوا تھا۔ بنوخلدون کے لوگ وہاں کئی اہم عہدوں پر فائز ہوتے رہے۔ ابن خلدون کے والد محمد کو سیاست سے دلچسپی نہیں تھی اور وہ صرف علمی و ادبی مشاغل میں مصروف رہا کرتے تھے۔ انہوں نے ہی ابن خلدون کو ابتدائی تعلیم دی۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد ابن خلدون نے فن قراءت کے مختلف اسلوب سیکھے، حدیث اور مالکی فقہ کا مطالعہ کیا، قواعد اور صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی۔ 1349ء میں طاعون کی وبا نے سمرقند سے ماریطانیہ تک تمام اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ابن خلدون کے والدین اور بہت سے عزیز بھی لقمۂ اجل بن گئے۔ اس سانحہ کے بعد ابن خلدون تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ ابھی وہ بیس سال کا نہیں ہوا تھا کہ اُسے نوجوان سلطان ابواسحٰق کا سیکرٹری بنادیا گیا۔ سلطان ابواسحٰق اُس وقت محمد ابن تفرقین کے زیرحراست تھا جو تیونس پر قابض تھا۔ کچھ عرصہ بعد ابن خلدون سلطان ابوعنّن کا سیکرٹری بن گیا جو اُس وقت شمالی افریقہ کی سب سے بڑی امارت کا سربراہ تھا۔ یہاں ابن خلدون سلطان کے خلاف ایک سازش میں شریک ہوا اور دو سال قید کی سزا پائی۔ بعدازاں ابن خلدون افریقہ کی مختلف ریاستوں میں اہم فرائض سرانجام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سیاسی سرگرمیوں سے تنگ آگیا اور پھر سلطان سے درخواست کرکے ’’سلامہ‘‘ نامی ایک پُرسکون محل میں اُس نے چار سال گزارے۔ یہیں اُس نے ایسی تاریخی تحقیق کی جو اُس کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا باعث بن گئی۔ یہ تحقیق اُس نے ’’مقدمہ ابن خلدون‘‘ کے نام سے رقم کی۔ پھر اُس نے تاریخ پر قلم اٹھایا تو اُسے محسوس ہوا کہ اس کام کے لئے تیونس جانا ضروری ہے جہاں عظیم کتب خانے اور علمی مراکز موجود تھے۔ پہلے ابن خلدون نے تیونس کے حکمران سلطان ابوالعباس سے تحریری معافی مانگی اور پھر ستائیس سال کے بعد واپس تیونس چلا گیا۔ سلطان نے اُس کو دوبارہ گلے سے لگالیا اور ہمت افزائی کی۔ لیکن یہاں تیونس کے فقیہہ ابن عرفہ نے ابن خلدون کے خلاف سازشوں کا جال بُن دیا۔ اگرچہ یہ سازشیں ابن خلدون کی شخصیت کی وجہ سے بے اثر ثابت ہوئیں لیکن جب اُس نے 1382ء میں اپنی تاریخ کا ایک حصہ مکمل کرکے سلطان ابوالعباس کو پیش کردیا اور سو اشعار پر مشتمل سلطان کی شان میں ایک قصیدہ بھی پڑھا۔ تو اس کے بعد ابن عرفہ کی سازشیں اپنے عروج پر پہنچ گئیں۔ چنانچہ ابن خلدون نے حالات سے تنگ آکر سلطان سے حج پر جانے کی اجازت لی اور 52 سال کی عمر میں اسکندریہ چلا گیا۔

1382ء میں وہ مصر پہنچا اور یہاں کی جدّت اور ترقی دیکھ کر بہت متأثر ہوا۔ اُس کا نام یہاں کے علمی حلقوں میں پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ اُس نے یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ الازہر میں کئی لیکچر بھی دیئے جو بہت مقبول ہوئے۔ جلد ہی اُس نے سلطان الظاہر برقوق تک رسائی حاصل کرلی اور اُس کا معقول مشاہرہ مقرر کردیا گیا۔ پھر وہ ایک مدرسہ میں پروفیسر مقرر ہوا۔ 1384ء میں اسے قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ اس دوران اُس کی مخالفت بھی شروع ہوگئی۔ پھر اُس نے اپنے خاندان کو بھی تیونس سے مصر بلانا چاہا تو تیونس کے بادشاہ نے اجازت نہ دی اور سوچا کہ اس طرح ابن خلدون واپس تیونس آجائے گا۔ لیکن جب ابن خلدون نے مصری سلطان سے اپنا اثرورسوخ استعمال کرنے کی درخواست کی تو اُس کے خاندان کو مصر روانہ کردیا گیا۔ تاہم سفر کے دوران طوفان کے نتیجہ میں جہاز غرق ہوگیا اور ابن خلدون کا سارا خاندان بھی موت کی نذر ہوگیا۔ اس سانحہ سے وہ زندگی سے اکتا گیا۔ اسی دوران اُسے قاضی القضاۃ کے عہدہ سے ہٹادیا گیا۔ بعد میں سیاسی حالات تبدیل ہوتے رہے اور مجموعی طور پر اُسے چھ مرتبہ قاضی القضاۃ کے عہدہ سے معزول کیا گیا لیکن ہر بار کچھ عرصہ بعد اُسے مقرر بھی کردیا جاتا۔ آخر 16 مارچ 1406ء کو یہ عظیم مؤرخ ومفکر 78 سال کی عمر میں انتقال کرگیا اور ’’باب النصر‘‘ نامی قبرستان میں دفن ہوا جو صرف علماء اور ممتاز شخصیات کے لئے ہی مخصوص تھا۔

ابن خلدون کو فلسفۂ تاریخ یعنی علم عمرانیات کا بانی کہا جاتا ہے۔ یہ علم انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تاریخ پڑھ کر سمجھ سکے، تنقید کرسکے اور منطقی نقطۂ نظر سے معاشرتی مسائل اور اس کی جزئیات کا مطالعہ کرسکے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th January 2012 – 2nd February 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 27th January 2012

00:15	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Japanese Service
01:10	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 31st October 1995
02:45	Tarjamatul Qur'an class: rec. 12th October 1995
03:50	Ghazwat-e-Nabi
04:50	Jalsa Salana UK: an address delievered by Huzoor on 23rd July 2011
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:15	Siraiki Service
09:10	Rah-e-Huda: rec. on 21st January 2012
10:45	Indonesian Service
11:50	Tilawat
12:00	Spotlight
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:10	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana UK: concluding address delievered by Huzoor on 24th July 2011
19:45	Yassarnal Qur'an
20:05	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 28th January 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	International Jama'at News
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd November 1995
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:40	Friday Sermon: rec. on 27th January 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 21st January 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Al-Tarteel
07:40	Atfalul Ahmadiyya Germany Ijtema: an address delivered by Huzoor on the 16th September 2011
08:40	Question and Answer Session: recorded on 26th November 1994. Part 1
09:35	Friday Sermon [R]
10:45	Indonesian Service
11:50	Tilawat
12:00	Story Time: Islamic stories for children
12:20	Pakistan in Perspective
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan
13:55	Bengali Service
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:05	Live Rah-e-Huda
17:45	MTA World News
18:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:15	Faith Matters
20:15	International Jama'at News
21:00	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:05	Rah-e-Huda [R]

Sunday 29th January 2012

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 27th January 2012
01:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd November 1995
03:05	Friday Sermon [R]
04:15	Story Time: Islamic stories for children
04:30	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
06:55	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:05	Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 17th September 2011
10:05	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 25th December 2009
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Story Time: Islamic stories for children
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:25	Beacon of Truth [R]
19:30	Real Talk
20:35	Food for Thought
21:10	Lajna Imaillah Germany Ijtema [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 30th January 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
00:55	International Jama'at News
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th November 1995
02:35	Food for Thought
03:10	Friday Sermon: rec. on 27th January 2012
04:20	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	International Jama'at News
07:15	Hamara Aaqa
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 31st May 1999
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 11th November 2011
11:15	Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Karimuddin Shahid, on the topic of women's rights in Islam
12:00	Tilawat
12:15	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 14th April 2006
15:20	Jalsa Salana Speeches [R]
15:55	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 28th January 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th October 1995
20:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15	MTA Travel [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Tuesday 31st January 2012

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:25	Hamara Aaqa
01:00	Insight: recent news in the field of science
01:15	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th November 1995
02:20	Art Exhibition: held in Rabwah
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 31st May 1999
04:00	Hamara Aaqa [R]
04:35	Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: address delivered by Huzoor on 18th September 2011
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
07:00	Food for Thought
07:35	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Question and Answer Session: recorded on 26th November 1994. Part 2
10:05	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 4th February 2011
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15	Dars-e-Malfoozat
12:20	Insight: recent news in the field of science.
12:30	Bengali Service
13:35	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor from London, on 28th December 2011
14:45	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:00	Food for Thought [R]
16:35	Rah-e-Huda
18:10	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 27th January 2012
20:45	Insight: recent news in the field of science
21:00	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
21:50	Jalsa Salana UK [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 1st February 2012

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th November 1995
02:30	Learning Arabic: lesson no. 11
03:00	Food for Thought
03:45	Question and Answer Session: recorded on 26th November 1994. Part 2
04:55	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor from London, on 28th December 2011
06:00	Tilawat
06:15	Dua-e-Mustaja'ab
06:50	Yassarnal Qur'an
07:15	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:55	Children's class with Huzoor
09:15	Question and Answer Session: recorded on 1st January 1984
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Al-Tarteel
13:20	Friday Sermon: rec. on 28th April 2006
14:10	Bengali Service
15:25	Children's class [R]
16:35	Fiq'ahi Masa'il
17:10	Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:00	MTA World News
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Real Talk
20:35	Al-Tarteel [R]
21:10	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:45	Children's class [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Thursday 2nd February 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Fiq'ahi Masa'il
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th November 1995
02:40	Dua-e-Mustaja'ab
03:15	Real Talk
04:20	Al-Tarteel
05:05	Friday Sermon: rec. on 28th April 2006
06:00	Tilawat
06:45	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:05	Ghazwat-e-Nabi
10:05	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:05	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 27th January 2012
14:10	Tarjamatul Qur'an class: rec. 18th October 1995
15:15	Ghazwat-e-Nabi [R]
16:30	Rohaani Khazaa'in Quiz
17:00	Faith Matters
18:10	MTA World News
18:40	Jalsa Salana Ghana: opening address delievered by Huzoor on 17th April 2008
19:50	Ghazwat-e-Nabi [R]
20:50	Faith Matters [R]
21:55	Beacon of Truth [R]
23:00	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 20 January, 2012 | Issue No. 03

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم ۔ چند جھلکیاں

(ماہ اکتوبر 2011ء)

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(تیسری اور آخری قسط)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
’’صحابہ کی نسبت تاریخوں میں آتا ہے جنگ یرموک میں دس لاکھ عیسائیوں کے مقابل پر ساٹھ ہزار صحابہؓ تھے، قیصر کا داماد اس فوج کا کمانڈر تھا۔ اس نے جاسوس کو بھیجا کہ مسلمانوں کا جا کر حال دریافت کرے۔ جاسوس نے آ کر بیان کیا کہ مسلمانوں پر کوئی فتح نہیں پا سکتا۔ ہمارے سپاہی لڑ کے آتے اور کمریں کھول کر ایسے سوتے ہیں کہ انہیں پھر ہوش بھی نہیں رہتی۔ لیکن مسلمان باوجود دن کو لڑنے کے رات کو گھنٹوں کھڑے رہ رہ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ خدا کے حضور گرتے ہیں ۔ یہ وہ بات تھی جس سے صحابہ نے دین کو قائم کیا۔‘‘ (الفضل 22 اپریل 1916ء)

آج جماعت احمدیہ کے مخالف بھی گواہ ہیں کہ احمدیوں کی مساجد میں گولیوں کی بارش، بارود کی بو اور فرش سے چھت تک خون کے دھبے بھی ان کی مساجد کی حاضری ختم نہیں کر سکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس کی قیادت میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نمونے زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان کی ماہ اکتوبر 2011ء کی Persecution Report سے ماخوذ احمدیت مخالف بعض واقعات پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعلیمی اداروں میں احمدیوں کے خلاف نفرت کی مہم

✿......**اسلام آباد:** اس شہر کے سیکٹر G-10 اور G-11 میں رہائشی گھروں کے علاوہ طلباء کے ہوسٹلز بھی قائم ہیں۔ یہاں مساجد میں ’’تبلیغی جماعت‘‘ کے مولوی نمازوں کے ادائیگی کے بعد لوگوں کو احمدیوں کے خلاف نفرت اور فساد پر اکساتے رہتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے بعد اسلام آباد کے سیکٹر E-9 کے بعض نوجوانوں نے کہا تھا کہ اب وہ احمدیوں کو قتل کرنا پسند کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ وہی علاقہ ہے جہاں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران بالا رہائش رکھتے ہیں۔

بحریہ یونیورسٹی میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز قادری کو سنائی جانے والی سزا کے متعلق ایک مباحثہ منعقد ہوا۔ پوسٹ گریجوایٹ ڈگری کے طلباء و طالبات نے اس مباحثہ میں حصہ لیا اور نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے بہت تھوڑی تعداد نے اس عدالتی فیصلہ کے حق میں بات کی اور اکثریت نے ممتاز قادری کی حمایت میں تقاریر کیں اور کئی ایک نے تو اس حد تک کہا کہ اگر ممتاز قادری ایسا نہ کرتا تو وہ خود ایسے گستاخ کا قاتل بننے کو تیار تھے۔

✿......**کوٹلی آزاد جموں و کشمیر:** مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب جو کوٹلی آزاد جموں کشمیر کی ضلعی جماعت کے صدر ہیں، کوٹلی کے پوسٹ گریجوایٹ کالج میں پڑھاتے ہیں۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ کلاس روم میں بورڈ اور استاد کے منبر پر احمدیت مخالف تحریرات درج ہیں نیز ’’قادیانی کافر‘‘ جیسی تحریر والے بعض اوراق بھی موجود ہیں۔ مگر آپ نے اس طرف توجہ نہ کی، اپنا سبق پڑھایا اور کلاس روم سے چلے گئے۔ آپ کا صاحبزادہ مکرم تصور احمد صاحب بھی اسی کلاس کا طالب علم ہے، اس کو ساتھی طالب علموں نے نا صرف ہراساں کیا بلکہ ’’کافر، کافر‘‘ کہہ کر کے بلاتے رہے اور مورخہ 3 اکتوبر کو اس نوجوان پر کلاس روم میں ہی تشدد کیا گیا جس سے موصوف کو کافی زخم آئے۔

لگتا ہے کہ پاکستان بھر میں فرقہ وارانہ نفرت اور دشمنی کا زہر نئی نسل کو گھول کر پلا دیا گیا ہے اور پہلے کی طرح اب بھی احمدی ہی ان سب مظالم کا تختہ مشق ہیں۔

✿......**حاصل پور ضلع بہاولپور:** فرقہ وارانہ نفرت و فساد پھیلانے کی کمائی کھانے والے چند مجنونوں نے شر انگیز مواد سے بھرے پمفلٹ اور غلیظ تحریرات متفرق سکولوں، کالجوں اور مدرسوں میں تقسیم کیں۔ ان اوراق پر بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی بابت نہایت غلیظ اور اوباش زبان میں گالیاں، جھوٹے قصے، اور بازاری خرافات درج کر کے صبح شام کی مختلف گھڑیوں میں آپ علیہ السلام پر لعنت کرنے کی سکیم درج ہے۔ اس شرارت کو طبع کر کے پھیلانے والے کا نام ’’مسعود اختر ناز، ایم اے (ایجوکیشن) ایل ایل بی، ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر‘‘ درج ہے۔

اس مطبوعہ تحریر پر درج ہے: ’’نسخہ شفا۔ امیروں اور غریبوں کے لئے یکساں مفید ہے‘‘ مصنف نے قارئین کو دعوت دی ہے کہ وہ ان الفاظ میں لعنت ملامت کریں: ’’مرزا قادیانی پر لعنت بے شمار............مرزائیوں پر لعنت صد ہزار‘‘ نیز تمام قارئین سے کہا گیا کہ وہ احمدیوں سے کسی بھی قسم کا سماجی اور تجارتی تعلق نہ رکھیں اور زندگی کے تمام شعبوں میں احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ ایسا کرنے پر انہیں ثواب کے طور پر تمام بیماریوں سے شفا، تمام مشکلات کا حل، تمام مصائب سے چھٹکارا، تمام قیدوں سے رہائی، گھر کا سکون، تمام قرضوں کی ادائیگی اور تمام عدالتی مقدمات میں فتح نصیب ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ

کیا اس تحریر کو طبع کر کے پھیلانے سے بڑھ کر کسی کے خلاف نفرت پھیلائی جا سکتی ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر جھوٹ کی تشہیر ممکن ہے؟ کیا اس سے زیادہ دھوکہ دہی ممکن ہے؟ فی الحال، انتظامیہ نے اس تحریر کے ناشر اور تقسیم کرنے والے کے خلاف ہلکی سی کارروائی کی ہے۔

ضلع حافظ آباد میں مشکلات

30 اکتوبر: حافظ آباد میں احمدیوں کے لئے حالات کسی بھی لحاظ سے پر امن نہیں ہیں۔ عوام کو احمدیوں کا معاشی مقاطعہ کرنے کا درس دیا جا رہا ہے، کوٹ شاہ عالم سے ایک مولوی تین ماہ قبل یہاں آیا تھا اور اس نے جماعت احمدیہ کی مخالفت اور دشمنی کا ماحول نہایت گرم کر دیا ہے اور یہ مولوی 30 اکتوبر کو ایک بہت بڑی احمدیت مخالف ریلی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔

✿......**ڈاہرانوالی، ضلع حافظ آباد، 13 اکتوبر:** مخالفین احمدیت نے ڈی سی او کو ایک خط لکھ کر الزام تراشی کی ہے کہ اس علاقہ میں بدامنی کا اصل سبب احمدی ہیں لہٰذا ان کو گاؤں میں عبادت کرنے سے روکا جائے۔ نیز مطالبہ کیا کہ یہاں کی احمدیہ مسجد کے مینارے ختم کروائے جائیں اور احمدیوں کو مشترکہ قبرستان میں تدفین سے منع کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کے وفد نے ضلعی انتظامیہ سے ملاقات کی، تمام الزامات کی صفائی پیش کی نیز بعض معاملات پر باہمی رضامندی سے جلد از جلد عملدرآمد کرنے کا وعدہ کیا۔

مورخہ 14 اکتوبر کو اسی گاؤں ڈاہرانوالی میں عورتوں کی طرف سے احمدیت مخالف جلسہ کیا گیا جس میں نہایت شر انگیز تقاریر کی گئیں۔ یاد رہے کہ یہ وہی گاؤں ہے جہاں گزشتہ ماہ دس احمدی طلبہ اور ایک استانی کو محض عقیدہ کے اختلاف کی بناء پر مقامی سکول سے خارج کر دیا گیا تھا۔

معصوم احمدیوں کو بالآخر رہائی نصیب ہوئی

لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد، 10 اکتوبر: فیصل آباد میں گزشتہ چند برسوں سے ایک شدت پسند گروہ، مذہبی کم اور سیاسی جماعت زیادہ، بنام ’’سنی تحریک‘‘ کے کارکن احمدیت مخالف سرگرمیوں میں بہت زیادہ متحرک ہیں۔ یہ لوگ مسلسل اشتعال انگیزی اور فتنہ فساد کی آگ بھڑکانے میں مصروف ہیں اور اس ضلع میں احمدیوں کی زندگی مشکل سے مشکل تر بنانے کے لئے تمام اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال کر رہے ہیں تاکہ ان تمام غیر شریفانہ کاموں اور سازشوں کے ذریعے سیاسی برتری حاصل کر سکیں۔

گزشتہ برس، ماہ ستمبر میں دو گروہوں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا تھا چونکہ پاکستان میں احمدیوں کو مسلسل ہراساں کیا جاتا ہے، اس لئے خود حفاظتی کے اصول پر احمدیوں کو بھی مجبوراً اس وقت فائرنگ کا جواب دینا پڑا تھا۔ اس دوران ایک راہگیر گولی لگنے سے شدید زخمی ہوا اور بالآخر چل بسا۔ احمدیوں کا ماننا ہے کہ اس مقتول کو ہماری گولی نہیں لگی مگر پولیس نے ’’سنی تحریک‘‘ کے کارکنان کی درخواست پر سات احمدیوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے چار کو گرفتار کر لیا تھا۔ جبکہ ’’سنی تحریک‘‘ کا ایک بھی کارکن گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔

یہ چار احمدی، جنہوں نے اس راہگیر کو زخمی نہیں کیا تھا، انسداد دہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت کی وجہ سے تقریباً ایک سال تک جیل میں رہے اور ان کی ضمانت منظور نہ کی گئی اور جب یہ معاملہ ایک انصاف پسند جج کے پاس پہنچا تو اس نے ان چاروں احمدیوں کو بری کر دیا اور انہیں رہائی نصیب ہوئی۔ مگر کیا کہا جائے اور کتنا افسوس کیا جائے کہ ان چاروں کو تو قانون کے مطابق جیل ہی نہیں بھیجا جا سکتا تھا کیونکہ پولیس کے پاس ان کے مجرم ہونے کا کوئی بھی ثبوت نہ تھا۔

ممتاز قادری: ایک تجزیہ

لاہور: گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے پر مامور کئے جانے والے ممتاز قادری پر اس لحاظ سے بھی غور کرنا ضروری ہے تا پاکستان میں دہشت گردی کرنے اور کروانے والوں کا نفسیاتی مطالعہ کیا جائے۔

یکم اکتوبر 2011ء کو جج نے اس قادری کو دو مرتبہ سزائے موت اور جرمانے کی سزا سنائی تھی اور جب یہ استدعاء کی گئی کہ قاتل نے یہ سفاکی مذہبی جذبات سے مغلوب ہو کر کی ہے تو جج نے جواب دیا کہ ’’ہر کسی کو قتل کرنے کا اجازت نامہ نہیں تھمایا جا سکتا‘‘۔

اس فیصلہ کے سامنے آنے پر بعض حلقوں کی طرف سے ممتاز قادری کے حق میں بہت زیادہ آواز بلند کی گئی اکثر سیاسی اور غیر سیاسی مذہبی جماعتوں نے اس فیصلہ کی مذمت کی اور قاتل قادری کے حق میں مظاہرے کئے اور جلسے جلوس منعقد کر کے اس عدالتی فیصلہ کی منسوخی کا مطالبہ کیا اور لوگوں کو اکسایا کہ وہ اس قسم کے نظام انصاف کے خلاف بغاوت کر دیں۔

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت نے اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے والے جج مکرم پرویز علی شاہ کو (بمع فیملی) ملک سے نکل کر سعودی عرب میں رہنے کی سہولت مہیا کی ہے۔

کچھ شر پسند مولویوں نے اس موقع کو بھی احمدیہ جماعت کے خلاف فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے بے دریغ استعمال کیا اور جلسے جلوسوں کے شرکاء کے سامنے زہریلی تقاریر کیں۔ مثلاً 9 اکتوبر کی فیصل آباد کی ریلی میں قاری زوار بہادر نے کہا کہ ’’گستاخ کی سزا صرف موت ہے، احمدیوں کو سزائے موت ملنی چاہئے، یا ایسی قانون سازی کرنی چاہئے کہ احمدی اس ملک میں نہ رہ سکیں‘‘ ایک اور مولوی نے تو حد ہی کر دی اور عوام کالانعام کے سامنے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی خصلت کو اپناتے ہوئے بیان دیا کہ ممتاز قادری کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ دینے والا جج ایک احمدی تھا۔

جبکہ ممتاز قادری خود عدالت کے سامنے اقرار کر چکا ہے کہ اس نے گورنر پنجاب کا قتل کیا ہے۔ اس کے اقراری بیان میں بعض دلچسپ پہلو بھی ہیں روزنامہ اوصاف لاہور کے 12 اکتوبر کے شمارہ میں چھپنے والے قادری کے اقراری بیان کے خلاصے کے چند جملے ذیل میں درج ہیں:

’’میرا تعلق دعوت اسلامی کے ساتھ ہے۔ ......

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں